June 2005

ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
20
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
حدیث
اذان اقامت کے درمیان مانگی گئی دعا لوٹائی نہیں جاتی
جون 2005ء
جلد نمبر 2
شمارہ نمبر 8
جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
فہم قرآن 2
علم حدیث 3
ایمان و یقین 4
مبارک درخت 5
بسم اللہ کے فیوض و برکات 6
نماز باجماعت میں عجیب باتیں 9
شان تربیت 12
ظلم ایک یہ بھی ہے 13
پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ 16
حلال مال کا بیان 19
جنازے پر ذکر وغیرہ کرنے کا حکم 24
خواتین کا علم و عمل 29
بچوں کا علم و عمل 31
حدیث
جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور اولاد میں زیادتی ہو تو اسے چاہیے کہ (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔
بخاری
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

فرنٹ ٹائیٹل
جَامِعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
بیک ٹائیٹل
جلد نمبر
2
جُمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
جون 2005
شمارہ نمبر
8
اداریہ
فہرست مضامین
جامعہ کے شب و روز
فہم قرآن
مشرکین کا بے جا اعتراض
علم حدیث
ایمان اور یقین
مبارک ورثہ
کے فیوض و برکات
دنیا و آخرت کی کامیابی کے بہترین اصول
مفید تفسیری فائد
باجماعت نماز میں عبادتیں
ایمان افروز واقعات
شان تربیت
ظلم ایک یہ بھی ہے
دوسروں کے مزاج کی رعایت کیجئے
اللہ تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتوں کی بارش
پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بیان مفتی اعظم پاکستان
احسن المکاتیب
حلال مال طلب کرنے کا بیان
کُتّا
جنازے کے ساتھ ذکر وغیرہ کرنے کا حکم
سود
از مدیر
اللہ والوں کی عبادت
پیاری سنتوں کو ضرور اپنایئے
علیکم بسنتی
زیور کا وبال / سادگی کی اہمیت
کتے کی دس اچھی عادتیں
بچوں کا علم عمل
عجائبات مچھلی

اداریہ — مدیر

آجکل کی رسمی تعزیت بیکار ہے | صحیح تعزیت کار ثواب ہے | طریقہ | ثواب

جنازے سے اپنا جنازہ سوچیے | تعزیت کا معنیٰ | جنازے میں شرکت کا ثواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین . اما بعد

تعزیت کا مطلب تعزیت کا مطلب بعض لوگ اظہار غم سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے گھر والوں کو بجائے تسلی دینے کے الٹا انہیں صدمہ یاد دلا کر غم بڑھا دیتے ہیں۔حقیقت میں تعزیت کے صحیح معنیٰ تسلی دینے کے ہیں۔لہذا ہر وہ طریقہ اختیار کرنا جس سے غمزدہ افراد کی ڈھارس بندھے تعزیت میں داخل ہے۔جس سے ان کے صدمہ کی شدت میں کمی واقع ہو یہ ثواب کا کام ہے۔**تسلی دینے کا ثواب** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت (تسلی) کرے اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو اس مصیبت میں ملتا ہے(مَنْ عَزّٰی مُصَاباً فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ)(رواہ الترمذی)اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ تعزیت صرف انتقال ہی کے موقع پر خاص نہیں بلکہ ہر مصیبت زدہ کو تسلی کے کلمات کہنا تعزیت کہلاتا ہے۔

تعزیت کیسے کریں؟ تعزیت کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں (۱) میت کے لواحقین کے گھر جانا۔(۲) جنازے میں شرکت کرنا۔(۳) تجہیز وتکفین یا تدفین میں شریک ہونا۔(۴) کلمات تسلی کہنا مثلاً یہ کہنا کہ جتنا وقت لیکر آیا تھا پورا کر کے چلا گیا یا یہ مارا لکھا ہوا تھا ہو کر ہی رہنا تھا حق تعالیٰ جو کرتے ہیں اسمیں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں اسمیں اس کا بھی فائدہ ہے ہمارا بھی۔ہماری ذمہ داری صبر وتحمل کرنا ہے۔حق تعالیٰ بندے میں خواہ کیسا ہی ناگوار تصرف کریں بندہ کو دل وجان سے راضی رہنا فرض ہے۔**نماز جنازہ میں شرکت کا ثواب** نماز جنازہ میں بہت سے لوگ رسماً شریک ہوتے ہیں بسا اوقات نماز جنازہ کا صحیح طریقہ بھی نہیں آتا جو ذرا سی توجہ سے سیکھا جا سکتا ہے۔بہر حال رسم کی پابندی کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کر لیں گے تو ثواب یقینی ہو جائے گا۔

بخاری، مسلم اور ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز جنازہ پڑھے اس کو ایک قیراط ملے گا اور جو اس کے پیچھے جائے یہاں تک کہ اس کی تدفین مکمل ہو جائے تو اسے دو قیراط ملیں گے جن میں سے ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں تدفین وغیرہ میں شرکت نفلی نماز سے بھی افضل ہے فتح الباری ۱۹۳/۳ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں اپنی نماز جنازہ کھڑی ہو جانے (مرنے) سے پہلے تیار ہو جانے اور تیار رہنے کی توفیق دیں اور آخر وقت میں شیطانی حملوں سے بچا کر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دنیا سے جانا نصیب فرماویں۔آمین ثم آمین یا رب العالمین

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین .

میں کچھ نہیں ، مجھ سے کچھ نہیں ، میرا کچھ نہیں ، سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَسْتَحْيٖٓ	اَنْ يَّضْرِبَ	مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً	فَمَا فَوْقَهَا	فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بے شک اللہ تعالیٰ	نہیں شرماتا	یہ کہ بیان کرے	کوئی مثال مچھر کی ہو	پس اس سے اوپر کی	پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے

فَيَعْلَمُوْنَ	اَنَّهُ	الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّهِمْ	وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	فَيَقُوْلُوْنَ	مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ
پس وہ جانتے ہیں	بے شک یہ مثال	حق ہے	ان کے رب کی طرف سے	اور بہرحال وہ لوگ جو کافر ہیں	پس وہ کہتے ہیں	کیا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے

بِهٰذَا مَثَلًا	يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا	وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا	وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ	اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ
اس مثال سے	بہکاتا ہے اس کے ذریعے بہت سارے لوگوں کو	ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے بہت سارے لوگوں کو	اور نہیں گمراہ کرتا اس کے ذریعے	مگر نافرمانوں کو

تشریح وتفسیر: (مشرکین) کہتے تھے کہ یہ (قرآن پاک اگر) اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اس میں ان چیزوں (مچھر، مکھی، مکڑی وغیرہ) کا ذکر کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں ”بے شک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کہ وہ بیان کرے کوئی مثال“ تمہیں سمجھانے کے لئے کوئی بھی مثال ہو اللہ تعالیٰ (اس کو) بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔ ”فرض کریں مچھر کی مثال ہو یا (اس کی جو) مچھر سے بھی اوپر ہو“ باریک ہونے میں اوپر ہو یا موٹا ہونے میں اوپر ہو۔ (حق تعالیٰ یہ مثالیں) تمہیں سمجھاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہودیوں کے مولویوں اور پیروں نے دین کا نقشہ ہی بگاڑ کے رکھ دیا تھا جیسے آج کل اہل بدعت نے صحیح دین کا نقشہ بگاڑ دیا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تو پرواہ کرتے تھے لیکن بڑی باتوں کا کوئی خیال نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سمجھانے کے لئے فرمایا: ”تم مچھر کو چھانتے ہو اور اونٹوں کو نگلتے ہو“۔ یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال کرتے ہو اور بڑی باتوں پر کوئی توجہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں ایک بندے نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی وہ کنواری عورت حاملہ ہو گئی اس نے اپنے ساتھی سے ذکر کیا کہ اب میری بدنامی ہو گی اب میں کیا کروں؟ اس بدکار نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کسی نے مشورہ دیا کہ کسی دایہ سے مل کر حمل گرا دو۔ وہ کہنے لگا حمل گرانا تو مکروہ ہے۔ اس نے اتنا خیال نہ کیا کہ اگر حمل گرانا مکروہ ہے تو پہلی بات یعنی جو بدکاری کی ہے اس کا کیا مسئلہ ہو گا۔ (المستطرف)

تو مثالیں سمجھانے کیلئے ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مثالیں سمجھانے کیلئے بیان کی ہیں۔ ”پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے پس وہ جانتے ہیں کہ بیشک وہ مثال برحق ہے“۔ مؤمن یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مثالیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کیلئے بیان فرمائی ہیں۔ ”اور بہرحال وہ لوگ جو کافر ہیں پس وہ کہتے ہیں اس مثال کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ارادہ ظاہر کیا ہے“ مکڑی کے بارے میں کیوں بیان کیا؟ اللہ تعالیٰ نے مکھی کا ذکر کیوں کیا؟ وہ لوگ ٹیڑھے دماغ کے ساتھ ان چیزوں پر اس طرح اعتراض کرتے ہیں۔ **بقیہ** صفحہ ۳ پر

نبی پاک ﷺ کو وحی کیسے یاد ہوتی تھی

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم. وحی نازل ہونے کے ابتدائی زمانہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بہت تکلیف اٹھاتے تھے اور جب حضرت جبریل علیہ السلام آیتیں لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آیتیں سناتے تھے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیتے تھے تا کہ وہ آیتیں آپ کو اچھی طرح یاد ہو جائیں تو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۝ (القیامۃ: ۱۶تا۱۹)

کہ آپ اپنی زبان مبارک نہ ہلایا کریں تا کہ جلدی سے یاد کر لیں۔ بے شک ہمارے ذمہ ہے کہ ہم قرآن پاک کو آپ کے سینہ مبارک میں جمع کریں گے اور آپ کی زبان مبارک پر تلاوت جاری کریں گے جب ہم پڑھیں یعنی ہمارا وکیل فرشتہ پڑھے تو آپ اس ہمارے پڑھنے کی پوری پوری پیروی کریں یعنی خاموش رہیں پھر ہمارے ذمہ یہ بھی ہے کہ ہم ان آیتوں کے معنی بھی آپ کے دل میں ڈالیں گے ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبریل علیہ السلام حاضر ہوتے تو آپ بہت غور سے سنتے رہتے تھے اور خود نہ پڑھتے تھے اور جب وہ چلے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرفر وہ سب آیتیں پڑھ لیتے تھے جو انہوں نے سنائی ہوتی تھیں۔ جس طرح آج ہم ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سے آواز محفوظ کر لیتے ہیں اور پھر فوراً ساری کی ساری سن لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کیلئے کیا مشکل ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں جمع فرما دیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری فرما دیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن پاک کے آداب میں سے ہے کہ جب وہ پڑھا جائے تو سننے والا ساتھ ساتھ نہ پڑھے بلکہ پوری توجہ سے سنے اور اپنے لب بند رکھے چنانچہ دوسری آیت میں یہ حکم صاف صاف بیان فرمایا گیا ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (الاعراف: ۲۰۴)

کہ جب قرآن پاک پڑھا جائے تو غور سے سنو اور لب بند رکھو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اسی لئے با جماعت نماز میں جب امام تلاوت کرتا ہے تو مقتدیوں کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرماویں۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. محمد سرور عفی عنہ

بقیہ فہم قرآن

"بہکاتے ہیں اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اس مثال کے ذریعے سے" جن کے دماغ صاف نہیں، ضدی ہیں وہ نہیں مانتے۔ "اور بہت سارے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہدایت دیتے ہیں" وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مثالیں بیان کی ہیں۔ "اور نہیں بہکاتا (اللہ تعالیٰ) اس مثال کے ذریعے مگر ان لوگوں کو جو نافرمان ہیں" جو حق کو نہیں مانتے، جو فاسق اور فاجر ہیں وہی گمراہ ہوتے ہیں دوسرے لوگ مانتے ہیں کہ یہ مثالیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کیلئے بیان فرمائی ہیں۔

ایمان اور یقین

مولانا عبدالرحمن صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے یقین اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) کی وجہ سے نجات حاصل کی اور اس امت کا آخری طبقہ بخل اور لمبی لمبی امیدوں سے تباہ و برباد ہوگا۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ تم یقین کو ایسے ہی سیکھو جیسے تم نے قرآن کریم سیکھا یہاں تک کہ تم یقین کی حقیقت کو اچھی طرح پہچان لو اور میں بھی اسی یقین کو سیکھ رہا ہوں۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے میرے بیٹے! یقین کے بغیر عمل پر کوئی طاقت اور ہمت نہیں رکھتی جس شخص کا یقین کمزور ہو جائے گا اس کا عمل بھی کمزور ہو جائے گا نیز چونکہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے دوران فرمایا کہ بیٹا! جب تجھ پر شیطان شک و شبہ پیدا کر کے حملہ کرنا چاہے تو اس کو یقین اور نصیحت کی مدد سے مغلوب کر لینا اور شیطان تجھ میں سستی اور بیزاری پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اس کو قبر اور آخرت کی یاد سے مغلوب کر لینا اور جب تجھے شیطان کسی چیز کی رغبت دلائے یا کسی چیز سے خوف دلائے تو اس کو خبردار کر دینا کہ دنیا تو آخر جدا کر دینے والی ہے اور اس دنیا کو چھوڑ کر سب نے چلے جانا ہے

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ بڑے بلند درجے کے صوفی بزرگ گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اے عیسیٰ! آپ کس چیز کی مدد سے پانی پر چلتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "ایمان و یقین" کی برکت سے لوگوں نے عرض کیا کہ ایمان تو ہم بھی لائے ہیں جیسا کہ آپ ایمان لائے ہیں اور ہمارا بھی ویسا ہی یقین ہے جیسا کہ آپ کا یقین ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا تم بھی پھر پانی پر چل کر دیکھ لو چنانچہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پانی پر چلنے لگے اچانک ایک موج آئی اور وہ غرق ہونے لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کیا ہوگیا کہ ڈوب رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ دراصل ہم موج سے ڈر گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم موج کے رب سے کیوں نہیں ڈرتے حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو پھر باہر نکالا تھوڑی دیر کے بعد اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھر دونوں ہاتھ بند کر لئے کچھ دیر کے بعد جب اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول کر دیکھا کہ ایک میں سونا اور دوسرے میں مٹی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارے دلوں کو کونسی چیز زیادہ بھاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ سونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا مگر میرے نزدیک دونوں (مٹی اور سونا) برابر ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا (جو کہ صحابہ میں بڑے فقیہ تھے) قول نقل فرمایا ہے کہ یقین تو سارا کا سارا ایمان ہی ہے۔

فائدہ: ان احادیث و اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی کہ یقین اور ایمان بڑی دولت ہیں اس لئے جتنے بھی قرآنی اور حدیثی وعدے اور وعیدیں ہیں اسی طرح اچھے کاموں پر جو ثمرات ملیں گے اور برے کاموں پر جو سزائیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت اور مدد دین پر عمل کرنے سے جیسے صحابہ کرام اور اولیاء عظام کیلئے آتی تھی وہ آج بھی یقیناً اسی آب و تاب کے ساتھ موجود ہے ہمیں اس پر پورا یقین رکھنا چاہئے اور اپنا ایمان و یقین مضبوط بنانا چاہئے۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو اہل یقین (اہل اللہ) کاملین ہیں ان کی خدمت اور صحبت میں ایک وقت مقرر کر کے ہفتے میں یا روزانہ حاضر ہوتے رہیں اگر کسی وجہ سے یہ میسر نہ آ سکے تو ایسے اہل یقین کی کتب اور ان کے مواعظ کا مطالعہ کرے۔ جس کی برکت سے یہ یقین کی دولت حاصل ہو جائے گی ان شاء اللہ العزیز

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ایمان اور یقین کا
اعلیٰ درجہ نصیب فرما دیں۔ آمین ثم آمین

مبارک درخت

ابو ناجیہ، لاہور

اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو بابرکت بنایا ہے۔ اس کا ذکر اپنے کلام پاک میں ۲ جگہ فرمایا ہے اور ایک جگہ اس کی قسم بھی کھائی ہے۔

حدیث زیتون کے تیل کو (بطور سالن) کھاؤ اور اس سے (جسم کی) مالش کرو یہ ایک مبارک درخت ہے۔ (ترمذی)

فائدہ زیتون کو "مبارک درخت" فرمایا ہے اس لئے کہ اس کے فوائد اور منافع بے شمار ہیں یا اس لئے کہ یہ بابرکت زمین میں اگتا ہے۔ یہ درخت بھی مبارک ہے اور اس کا پھل بھی مبارک ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

حدیث زیتون کا تیل کھاؤ اور لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے جس میں ایک کوڑھ بھی ہے (ابن ماجہ)

قدیم درخت مفسرین کی تحقیق کے مطابق زیتون تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ طوفان نوح کے اختتام پر پانی اترنے کے بعد زمین پر جو چیز سب سے پہلے نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت ہے۔ جب کشتی نوح جودی پہاڑ پر جا لگی آپ علیہ السلام نے پانی کی تحقیق کیلئے کبوتر کو بھیجا تو وہ اپنی چونچ میں زیتون کا پتہ لئے ہوئے تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

زیتون کی ۸۰ قسمیں ہوتی ہیں۔ اس کی پیداوار قلم لگا کر ہوتی ہے۔ اس کا درخت ۲۵ فٹ لمبا ہوتا ہے۔

مقام پیدائش زیتون کا وطن اصلی بلاد شام (شام، فلسطین، اردن اور لبنان) ہے اسی خطہ سے یہ درخت مغرب (جنوبی یورپ) اور مشرق (افغانستان و ایران) لایا گیا۔ اس وقت پوری دنیا میں ۲۰۰ ملین زیتون کے درخت پائے جاتے ہیں۔

فوائد و خصوصیات

(۱) غذائیت بخش ہے۔ (۲) اس کے کچے پھل چٹنی اور اچار کا کام دیتے ہیں (۳) بغیر پکائے اس کو سالن کے طور پر استعمال کیا سکتا ہے۔ عربوں میں پرانا دستور تھا کہ طویل سفر اور جنگی معرکوں میں روٹی کو شہد اور زیتون کے تیل میں بھگو کر کھاتے تھے۔
(۴) منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے۔ (۵) نیک لوگوں کی غذا ہے۔ (۶) سردی کے اثر کو زائل کرتا ہے۔
(۷) دل کے امراض جن میں چربی نقصان دہ ہو زیتون کا تیل سودمند ثابت ہوتا ہے (۸) معدہ کی تیزابیت کو دور کرتا ہے (۹) السر کی بیماری کو دور کرتا ہے
(۱۰) گردہ کے درد اور پتہ کی پتھری مفید ہے۔
(۱۱) پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔
(۱۲) عصاب گرم کرتا ہے (۱۳) پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے
(۱۴) بلغم دور کرتا ہے (۱۵) بالوں کو سفیدی سے روکتا ہے
(۱۶) جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا کرتا ہے۔
(۱۷) ایگزیمبل جیسے جلدی مرضوں اور جلے ہوئے زخموں پر لگانا مفید ہے۔ (۱۸) بواسیر میں نافع ہے۔
(۱۹) جوڑوں کے درد اور فالج میں مالش کیلئے مفید ہے
(۲۰) کمزور اور لاغر بچوں کی مالش کے لئے مفید ہے
(۲۱) کئی مرہموں اور صابنوں میں استعمال ہوتا ہے
(۲۲) روغن زیتون چراغ کی روشنی کے لئے زمانہ قدیم سے مشہور ہے کیونکہ اس کا تیل دھواں نہیں دیتا
(۲۳) قدیم درخت ہے۔ (۲۴) تھکن دور کرتا ہے
(۲۵) آنتوں کے سرطان میں روغن زیتون مفید ہے
(۲۶) جو لوگ باقاعدہ زیتون کا تیل پیتے ہیں ان کو نہ زکام لگتا ہے نہ نمونیا ہوتا ہے۔

(نباتات قرآنی و کتاب المفردات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے فیوض و برکات

مظلوم کی پناہ ذاکر کی نگاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روح کی راحت جسم کی حفاظت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کاموں کا نظام عارفوں کا تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عاشقوں کی پرواز واصلوں کا چراغ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مفتاح قرآن وادیٔ عرفان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

معیار علم و عقل پیمانہ ذکر و فکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیمار کی دوا ہر مرض کی شفا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شیطان کیلئے زنجیر سالک کی شمشیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قلب کی صفائی اللہ تک رسائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جنت میں داخلہ جہنم سے رہائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس میں اسم ذات ہے آگ سے نجات ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جو کام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سے شروع نہیں کیا جاتا ادھورا اور بے برکت ہوتا ہے (رواہ الخطیب) یہ اسم ہر کتاب کی چابی ہے۔ جس نے اس اسم کو کثرت سے ذکر کیا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جب اس اسم کو نازل فرمایا گیا ہوائیں رک گئیں۔ سمندر میں جوش آیا۔ آسمان سے شیطانوں کو سنگسار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھائی۔ جب کسی نے میرا یہ اسم پڑھا برکت ہو گی۔ شفا ہو گی اور جنت میں داخلہ ملے گا۔ جب کوئی آدمی ایسے کاغذ کو زمین سے اٹھائے گا جس پر یہ اسم لکھا ہو گا اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اگرچہ مشرک ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب منجنیق میں یہ اسم پڑھا تو اس کی برکت سے نمرود کی آگ ٹھنڈی ہو گئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ اسم پڑھا تو انسانوں اور حیوانوں کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی اسم کی وجہ سے جادوگروں پر غالب آئے اور جس مومن کے نامۂ اعمال میں آٹھ سو مرتبہ یہ اسم ہو گا۔ اسے اس کی برکت سے جہنم کی آگ سے نجات ملے گی۔ اور اس اسم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کا ذکر کرنے والا منکر نکیر کے خوف سے آزاد ہو گا اس پر موت کی سختی آسان ہو گی۔ قبر کی تنگی سے پناہ ملے گی۔ قبر میں حد نگاہ تک روشنی میسر ہو گی۔ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔ پل صراط پر نور ہو گا جو اس کو بہشت کے باغوں تک پہنچائے گا۔ (دنیائے انسانیت موت کے دروازے پر)

سچائی اور جھوٹ کا انجام

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ (انجام کار) سچائی تمہیں نفع دے گی اگرچہ کہ تم (بظاہر) اس سے خوفزدہ ہو اور جھوٹ (انجام کار) تمہیں ہلاکت میں مبتلا کر دے گا اگرچہ کہ تم (بظاہر) اس سے امن میں ہو۔

(البحر المدید ۲/۳ ۲۳)

دنیا و آخرت کی کامیابی کے بہترین اصول

مولانا محمد شعیب صاحب
ترتیب: محمد پناہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کی چند وصیتیں اور مشورے

﴿۱﴾۔۔۔میں اپنے دوستوں کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا سیکھنا اور اولاد کو تعلیم دینا ہر شخص پر فرض عین ہے خواہ کتاب کے ذریعے ہو یا نیک لوگوں کی صحبت کے ذریعہ ہو، اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ دین کے فتنوں سے حفاظت ہو سکے۔ آج کل دین کے فتنوں کی بہت کثرت ہے اس لئے دین سیکھنے میں اور اولاد کو سکھانے میں ہرگز غفلت وکوتاہی نہ کریں۔

﴿۲﴾۔۔۔طالب علموں کو وصیت کرتا ہوں کہ صرف پڑھنے پڑھانے پر مغرور نہ ہوں اس کا کارآمد ہونا موقوف یعنی قائم ہے اہل اللہ کی خدمت، صحبت اور نظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں

بے عنایات حق وخاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: یعنی بغیر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اللہ والوں کی توجہ کے اگر فرشتہ بھی ہو جائے تو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہوگا

﴿۳﴾۔۔۔دینی اور دنیوی نقصان پر نظر کر کے ان کاموں سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں

(۱)۔۔۔شہوت اور غصے کے تقاضے پر عمل نہ کریں۔
(۲)۔۔۔جلدی انتہائی بری چیز ہے۔(اس سے بچیں)
(۳)۔۔۔بغیر مشورہ کے کوئی کام نہ کریں۔
(۴)۔۔۔غیبت بالکل چھوڑ دیں۔
(۵)۔۔۔زیادہ باتیں کرنا اگرچہ جائز ہوں اور زیادہ میل جول لوگوں سے بغیر شدید ضرورت کے اور بغیر کسی مصلحت وفائدے کے اور خصوصاً جبکہ دوستی کے درجہ تک پہنچ جاوے پھر خصوصاً ہر کس وناکس کو راز دار بنا لیا جائے انتہائی نقصان دہ چیز ہے۔
(۶)۔۔۔بغیر پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھائیں۔
(۷)۔۔۔بغیر سخت تقاضے کے بیوی سے ہمبستری نہ کریں
(۸)۔۔۔بغیر سخت تقاضے یعنی ضرورت کے قرض نہ لیں
(۹)۔۔۔فضول خرچی کے پاس نہ جائیں۔
(۱۰)۔۔۔غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔
(۱۱)۔۔۔سخت مزاجی وتند خوئی (تیز مزاجی) کی عادت نہ اپنائیں نرمی، ضبط اور تحمل کو اپنا شعار (علامت) بنائیں۔
(۱۲)۔۔۔دکھاوے اور تکلف سے بچیں۔ اقوال وافعال میں بھی کھانے اور لباس میں بھی۔
(۱۳)۔۔۔مقتدا (یعنی علماء) اُمراء سے بداخلاقی نہ کرے اور نہ زیادہ میل جول کرے اور نہ ان کو حتی الامکان مقصود بنائے خصوصاً دنیوی نفع حاصل کرنے کیلئے۔
(۱۴)۔۔۔معاملات کی صفائی کو دیانات (عبادات) سے بھی زیادہ مہتم بالشان (اہم) سمجھیں۔
(۱۵)۔۔۔روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط کریں اس میں بڑے بڑے دیندار اور فہیم یعنی عقل والے بے احتیاطی کرتے ہیں خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے۔
(۱۶)۔۔۔بلاضرورت بالکل اور ضرورت میں بلا اجازت وتجویز مہربان ماہر ڈاکٹر یا حکیم کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔
(۱۷)۔۔۔زبان کی بہت زیادہ ہر قسم کی معصیت ولایعنی فضول باتوں سے احتیاط رکھیں۔
(۱۸)۔۔۔حق پرست رہیں (یعنی حق کو قبول کرلیں) اپنے اوپر جمود (ٹھہراؤ طاری) نہ کریں (۱۹) تعلقات نہ بڑھائیں
(۲۰)۔۔۔کسی کے دنیا کے معاملات میں دخل نہ دیں

حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو ان وصیتوں اور مشوروں پر اپنی رضا کی خاطر محض اپنے فضل وکرم سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

آمین کا مطلب و معنی | یہ کلمہ اصل میں تو اسم ہے مگر معنی میں فعل کے ہے یعنی اِفْعَلْ (ایسا ہی کر) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جو ہم نے تجھ سے مانگا وہی کر دے۔

ہر خوفناک چیز سے حفاظت | ایک حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سوتے ہوئے بیدار ہو جائے اگر وہ دس بار بِسْمِ اللّٰہِ اور دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور دس بار آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ کَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ (تصدیق کی میں نے اللہ کی اور تکذیب کی میں نے طاغوت یعنی شیطان کی) پڑھے تو وہ ہر خوفناک چیز سے محفوظ رہے گا۔ (رواہ الطبرانی، حصن حصین ص ۱۶۷)

ایمان کی خاصیت | ہرقل شاہ روم نے جب ابوسفیان سے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے حالات دریافت کیے تو انہیں یہ بھی دریافت کیا کہ کوئی شخص آپ پر ایمان لانے کے بعد آپ کے دین سے بیزار ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔

اس پر ہرقل نے کہا: ایمان کی یہی خاصیت ہے کہ جب اس کی مسرت دلوں میں رچ جاتی ہے تو وہ پھر کسی طرح نکل نہیں سکتی۔

فائدہ: اس جگہ (مسرت) و بشاشت سے مراد اطمینان نفس ہے۔

ایمان بالغیب سے کیا مراد ہے؟ | علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بظاہر غیب سے وہ امور مراد ہیں جن کا ذکر حدیث جبریل میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ، رسول، فرشتے، کتب الٰہیہ، آخرت کا دن، قضا و قدر۔ "ایمان بالغیب" سے ان چیزوں پر ایمان لانا مراد ہے۔

سوال کتاب اور رسول ظاہر کے لحاظ سے محسوس ہیں پوشیدہ نہیں پھر یہ غیب میں کیسے داخل ہیں؟

جواب کتاب کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونا اور پیغمبر کا من جانب اللہ بھیجا جانا ایک غیبی امر ہے اس اعتبار سے کتب اور رسل بھی ضرور غیب میں داخل سمجھے جائیں گے۔

غیب اور غائب میں فرق | "غائب" تو وہ ہے کہ نہ وہ تم کو دیکھے اور نہ تم اس کو دیکھو۔ اور "غیب" وہ ہے کہ تم اس کو نہ دیکھو اگرچہ وہ تم کو دیکھے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ پر غیب کا بولا جانا درست ہے اور غائب کا بولا جانا درست نہیں اس لئے کہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی سات قسمیں

(۱) زکوٰۃ۔ (۲) صدقہ فطر۔ (۳) خیرات و مبرات جیسے فقراء کو دینا، مہمانوں کی مہمان نوازی اور حاجت مندوں کو قرض دینا۔ (۴) وقف جیسے مساجد، مدارس، کنواں، مہمان سرائے اور مسافر خانہ کی تعمیر۔
(۵) حج کے مصارف۔ (۶) جہاد کے مصارف۔
(۷) نفقات واجبہ جیسے عیال، بیوی اور محارم کا نفقہ۔

﴿تسہیل و ترتیب: محمد طیب عفی عنہ﴾

اصل مالدار اور اصل فقیر

حکماء فرماتے ہیں کہ جو شخص قناعت اختیار کرتا ہے (حقیقت میں) وہ مالدار ہوتا ہے اگرچہ (بظاہر) فقیر دکھائی دے اور جو شخص قناعت کی منزل پار کر جائے (حقیقت میں) وہ فقیر ہوتا ہے اگرچہ (بظاہر) مالدار دکھائی دے۔ (فیض القدیر ۱/۲۳۴)

باجماعت نماز میں 27 عبادتیں

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس | جامعہ عبداللہ بن مسعود

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ: ۴۳)

اس آیت میں حق تعالیٰ نے باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ باجماعت نماز کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا کیوں زیادہ ہے؟ علماء نے اس بات کی ستائیس (۲۷) وجہ بیان فرمائی ہیں کہ باجماعت نماز پڑھنے میں ستائیس (۲۷) قسم کی عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے اس کا ثواب ۲۷ گنا بڑھ جاتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) نمازی جب باجماعت نماز پڑھنے کیلئے جانے لگتا ہے تو اذان ہوتی ہے وہ اذان کو سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ یہ جواب دینا بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔

(۲) حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے جلدی جایا کرو جب وہ اس حکم پر عمل کرتا ہے تو اس کا بھی ثواب مل جاتا ہے

(۳) حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے جب جاؤ تو سکینہ اور وقار کے ساتھ جاؤ یعنی ادب سے جاؤ، نگاہ نیچی ہو، دائیں بائیں بلاضرورت نہ دیکھے، بھاگ کر نہ جائے۔ اگر گفتگو کرے تو آہستہ کرے۔ یہ سب چیزیں سکینہ میں داخل ہیں۔ اس عبادت کا بھی ثواب ملتا ہے

(۴) جب مسجد داخل ہوتا ہے تو دعا مانگتا ہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (رواہ مسلم) اس دعا پڑھنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(۵) مسجد پہنچ کر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو تحیۃ المسجد پڑھنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(۶) نمازی جماعت شروع ہونے سے پہلے انتظار کیا جاتا ہے، اس انتظار کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(۷) جو جماعت کے انتظار میں بیٹھتے ہیں ان کے لئے فرشتے دعائیں اور استغفار کرتے ہیں تو فرشتوں کی دعا بھی مل جاتی ہے۔

(۸) باجماعت نماز میں شریک ہونے والوں کی فرشتے قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ فرشتوں کی گواہی مل جاتی ہے۔

(۹) جماعت کی نماز سے پہلے اقامت ہوتی ہے تو نمازی اقامت کا بھی جواب دیتا ہے۔ اقامت کا جواب دینا اس کا بھی بڑا ثواب ہے۔

(۱۰) جب اقامت کہی جاتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے (بخاری و مسلم) تو شیطان کے حملے سے امن ہو جاتا ہے۔ شیطان کے حملے سے بچ جانا بڑا انعام ہے۔

(۱۱) جب اقامت ہوتی ہے تو نمازی انتظار کرتا ہے کہ کب امام اللہ اکبر کہے تو میں بھی کہوں، اس انتظار کا بھی اس کو ثواب ملتا ہے۔

(۱۲) تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے۔ تکبیر اولیٰ ملنے کے بارے میں چار قول ہیں: (۱) امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے تو پھر تکبیر اولیٰ کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) امام کی قرأت شروع کرنے سے پہلے جماعت کے ساتھ مل جائے تو تکبیر اولیٰ کا ثواب ملتا ہے۔ (۳) امام کے آمین کہنے سے پہلے امام کے ساتھ مل جائے، تو تکبیر اولیٰ کو پا لیا۔ (۴) پہلی رکعت مل جائے تو تکبیر اولیٰ بھی مل گئی۔

(۱۳) حکم ہے کہ صفیں سیدھی کرو، درمیان میں خلل نہ چھوڑو (مسلم)۔ باجماعت نماز پڑھنے والا صف میں شریک ہوگا، صف سیدھی کرے گا اور خالی جگہ پر کرے گا، اس کا بھی اس کو ثواب مل جائے گا۔

(۱۴) امام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نائب ہونے کی حیثیت سے کہتا ہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اس شخص کی حمد کو جو اس وقت حمد کرے گا۔ مقتدی فوراً کہتا ہے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہ اے اللہ! آپ کے لئے حمد ہے۔ اس رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے کا بھی بہت ثواب ہے۔

(۱۵) با جماعت نماز پڑھنے والا نماز میں سہو (بھول چوک) سے اکثر محفوظ ہو جاتا ہے اکیلا نماز پڑھتا ہے تو سہو ہوتا رہتا ہے۔ امام کو سہو ہو تو مقتدی کو لقمہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ (۱۶) با جماعت نماز پڑھنے میں خشوع یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ "توجہ الی اللہ" کی پانچ صورتیں ہیں کوئی بھی اختیار کر لے تو خشوع حاصل ہو جائے گا (۱) الفاظ سوچ سوچ کر کہیا سنے۔ ظہر اور عصر کی نماز میں جب امام کے پیچھے ہو تو سورۃ فاتحہ کے الفاظ کا سوچے۔ (۲) الفاظ کے معنیٰ کو سوچے (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور کرے (۴) اللہ تعالیٰ کی صفات کو سوچے (۵) اپنے آپ کو خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا تصور کرے۔ ان مذکورہ صورتوں میں کوئی بھی اختیار کرے تو خشوع حاصل ہے۔ با جماعت نماز میں یہ صورتیں بسہولت حاصل ہو جاتی ہیں۔

(۱۷) با جماعت نماز میں نیک لوگ ہوتے ہیں ان کے ساتھ کھڑے ہونے کی برکت سے اپنی نماز کو بھی اچھا بنانے کی توفیق ہو جاتی ہے۔

(۱۸) جب اکٹھے ہو کر عبادت کرتے ہیں تو حدیث شریف کے مطابق فرشتے ان کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی برکات نمازی کو نصیب ہوتی ہیں۔

(۱۹) عام طور پر امام اچھا قاری ہوتا ہے سننے کی وجہ سے مقتدی کی بھی تجوید کی مشق ہو جاتی ہے۔ جہری نمازوں میں تو یہ ظاہر ہے اور سری نمازوں میں بھی مشق ہو جاتی ہے کہ امام سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کے الفاظ تو سنتا ہی رہتا ہے۔

(۲۰) جماعت شعائر اسلام میں سے ہے اس سے اسلام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے با جماعت نماز پڑھنے والا شعائر اسلام قائم کرنے والا بن جاتا ہے۔

(۲۱) شیطان با جماعت نماز دیکھ کر ذلیل ہوتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا میں نے نہیں کیا اور یہ سارے سجدہ کر رہے ہیں۔ اس سے شیطان کے منہ پر طمانچہ پڑتا ہے۔ یہ طمانچہ مارنے والوں میں شامل ہو کر ثواب حاصل کرتا ہے۔

(۲۲) منافقین جماعت چھوڑا کرتے تھے، تو جو با جماعت نماز نہیں پڑھتا اس کے منافق ہونے کا شبہ ہو جاتا ہے، جماعت سے نماز پڑھنے سے نفاق کا شبہ ختم ہو جاتا ہے اور بدظنی سے بچ گیا۔

(۲۳) امام جب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو جس طرف امام ہو اس طرف مقتدی اپنا سلام پھیرتے وقت امام کو جواب دینے کی نیت کرے۔ اس جواب دینے کا بھی مقتدی کو ثواب مل جاتا ہے۔

(۲۴) پھر سلام پھیرنے کے بعد اجتماعی ذکر، اجتماعی دعا اور صحبت صالحین نصیب ہوتی ہے۔

(۲۵) با جماعت نماز پڑھنے سے پڑوسیوں سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ ان کا حال معلوم کر لیتا ہے امداد کی ضرورت ہو تو کر لیتا ہے۔

یہ ۲۵ عبادتیں سری اور جہری دونوں نمازوں میں ہوتے ہیں۔ پھر جہری نمازوں میں دو عبادتیں اور حاصل ہوتی ہیں۔

(۲۶) حکم یہ ہے کہ جب قرآن نماز میں پڑھا جائے تو پوری توجہ امام کی طرف رکھے چاہے آواز آئے یا نہ آئے اور خاموش رہے (الاعراف:۲۰۴)۔ اس حکم پر عمل کرنے کا بھی ثواب مل گیا۔

(۲۷) جب امام آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں جو اس وقت آمین کہتا تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (رواہ احمد)

معلوم ہوا کہ حدیث شریف میں جو فرمایا گیا ہے کہ با جماعت پڑھنے کا ثواب ۲۵ گنا ہے (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ۲۷ گنا فرمایا گیا ہے (بخاری و مسلم) اس فرق کی وجہ بھی سمجھ میں آ گئی کہ سری نماز میں ۲۵ گنا اور ۲۷ گنا جہری نماز میں ثواب ملتا ہے۔ اس لئے آپ بھی با جماعت نماز پڑھ کر ثواب لیکر جایئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں اور ہماری نماز اور جماعت قبول فرمائیں۔ آمین

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان افروز واقعات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمہ اللہ دوسری صدی ہجری کے مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ حضرت علی بن موسیٰ الرضا رحمہ اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی زمانے میں ان کو عقیدۂ توحید کیلئے چن لیا تھا، میں اور وہ ایک عیسائی استاد کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ استاد ہمیں "باپ بیٹا" کا عقیدہ سکھاتا لیکن حضرت معروف کرخی جواب میں "اَحَدٌ اَحَدٌ" فرماتے اس پر استاد انہیں مارتے تھے ایک مرتبہ استاد نے انہیں اتنا مارا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لاپتہ ہو گئے۔ ان کی والدہ رو رو کر کہتی تھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے معروف کو میرے پاس لوٹا دیا تو وہ جو دین چاہے گا اسے اختیار کرنے سے نہیں روکوں گی۔ کئی سال بعد آپ واپس آئے تو ماں نے پوچھا: بیٹا! تم کس دین پر ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام پر، اس پر والدہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ہمارا پورا گھر مشرف با سلام ہو گیا۔ (صفۃ الصفوۃ ۲/ ۱۸۰)

ایک مرتبہ ایک حجام حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کا خط بنا رہا تھا۔ حضرت اس وقت تسبیح میں مصروف تھے۔ حجام نے کہا: آپ تسبیح پڑھتے رہیں گے تو مونچھیں نہ بن سکیں گی۔ حضرت نے فرمایا: تم تو اپنا کام کر رہے ہو میں اپنا کام نہ کروں۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/ ۳۶۲)

ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے راستے میں دیکھا کہ ایک سقا (پانی پلانے والا) آواز لگا رہا ہے:

"جو مجھ سے پانی پیے اللہ اس پر رحم کرے"

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے اس کی آواز سنی تو آگے بڑھ کر اس سے پانی مانگا اور پی لیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ تو روزے سے تھے؟ فرمایا کہ ہاں! لیکن میں نے سوچا کہ شاید اس اللہ کے بندے کی دعا مجھے لگ جائے۔ (روزہ نفلی تھا بعد میں قضا کر لی ہوگی) (حوالہ بالا ۸/ ۳۶۵)

ایک مرتبہ آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے سامنے سے ایک کشتی گذری جس میں کچھ بے فکرے نوجوان گاتے بجاتے جا رہے تھے۔ کسی نے حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ سے کہا کہ دیکھیے یہ لوگ دریا میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے ان کے لئے بددعا کر دیجئے۔ اس پر حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ "یا الٰہی! اے میرے آقا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان نوجوانوں کو دنیا میں مسرتیں بخشی ہیں ان کو جنت میں بھی مسرتیں عطا فرمائیے"۔ حاضرین نے کہا کہ ہم نے تو آپ سے بددعا کے لئے کہا تھا۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت میں مسرتیں عطا فرمائیں تو ان کے دنیوی اعمال سے ان کی توبہ قبول فرمائے گا اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں (صفۃ الصفوۃ ۲/ ۱۸۱)

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کی وفات ۲۰۰ھ میں ہوئی (ماخوذ از جہانِ دیدہ ملخصاً)

جھوٹے دعوے

حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے تین چیزوں کا دعویٰ کیا تین چیزوں کے بغیر تو وہ جھوٹا ہے

﴿۱﴾ جس نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا اس کی حرام کردہ اشیاء سے بچے بغیر تو وہ جھوٹا ہے۔

﴿۲﴾ جس نے جنت کی محبت کا دعویٰ کیا (راہِ خدا میں) مال خرچ کیے بغیر تو وہ جھوٹا ہے۔

﴿۳﴾ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیا فقیر و نادار لوگوں سے محبت کیے بغیر تو وہ جھوٹا ہے

قسط ۱۳

شان تربیت

حالات و کمالات حضرت مخدوم الامت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

تربیت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ قابل اعتماد خادم پر اعتماد کا اظہار کر دیا جاوے۔ اجازت بیعت بھی اسی کی صورت ہے۔ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے صاحب زادگان کی درخواست پر تین چار صاحبزادگان کو اکٹھا بیعت فرمایا اور جب ان حضرات نے پوچھا کہ ہم اصلاح کیلئے مجازین میں سے کس صاحب کے طرف رجوع کریں۔ تو حضرت صاحب رحمہ اللہ نے مجازین میں سے تین کا خصوصی نام لیا: حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، ایک اور مجاز (حضرت مولنا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ) اور حضرت مولنا مفتی خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا۔ مزید انتخاب کی درخواست پر بعض دفعہ پہلے دو شخصوں کا بعض دفعہ صرف ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور بیعت کے وقت کی گفتگو ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ بھی ہے۔

قولی تربیت سے عملی تربیت چونکہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے اس کا بھی حضرت کو بہت اہتمام تھا اور ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں جو آتا ہے۔ المؤمنُ مِرآۃُ المؤمِنِ (ترمذی، ابوداؤد) تو اس میں عملی تبلیغ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شیشہ بغیر بولے عیب بتلاتا ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ جسکا عیب ہو صرف اسی کو بتلایا جاوے شیشہ دوسرے کو نہیں بتلاتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عملی تربیت کی بے شمار مثالیں ہیں گویا ساری زندگی ہی عملی تربیت تھی۔ اخیر زمانہ میں مدرسہ سے وظیفہ لینا بالکل بند فرما دیا تھا کہ ”میں مدرسہ کا زیادہ کام نہیں کر سکتا“ یہ کمال زہد اور کمال تقویٰ اور کمال توکل تھا۔ آخری رمضان المبارک میں بہت زیادہ عبادت فرمائی حتیٰ کہ طبیعت پر غیر معمولی اثر ہو گیا اور ضعف (کمزوری) بڑھ گیا۔ شاید کوئی اشارہ اسی رمضان المبارک کے آخری ہونے کا ہو گیا ہو کیونکہ صاحبزادہ مولنا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہم نے احقر سے بیان فرمایا کہ جب آخری دفعہ کراچی کے سفر کیلئے تیار ہوئے اور ہوائی جہاز پر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوار ہوئے تو فرمایا کہ لاہور والوں نے مجھے نکال کر ہی بس کی۔ بہر حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دن رات کی عبادت و ذکر و تلاوت عملی تربیت تھی۔

قابل اعتماد خدام کی حوصلہ افزائی کے سلسلہ میں ایک دفعہ اپنے خلیفہ حضرت چودھری روشن علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اپنی تھانہ داری کے حلقہ میں ایک بوڑھے زانی پیر کو پکڑا جسکی عادت یہ تھی کہ جس عورت سے زنا کرنے کو جی چاہتا اسکے مرید کسی نہ کسی طرح اسے لے آتے اور جو پکڑے نہ گئے تو اسکو رشوت میں کار دیتا، چودھری روشن علی صاحب نے جب اس کو پکڑا تو ایک یا دو کاریں دینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نہیں لیں۔

تربیت کے اصولوں میں چونکہ اہم اصول یہ ہے کہ مسائل ظاہرو باطن کی اشاعت ہو اسی سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء حضرات کی خدمت میں بہت اہتمام سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب سنایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اسکو تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنا چاہیے، اس مکتوب کا مضمون یہ ہے کہ دین کا ایک مسئلہ بتلا دینا کروڑہا روپے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ البتہ وہ مال مستثنیٰ ہے جو دینی تعلیم وغیرہ میں خرچ کیا جاوے۔

ظلم ایک یہ بھی ہے

جناب حافظ محمد رمضان صاحب
متعلم
جامعہ حمیدیہ قادریہ

ظلم صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کا مال چھین لیا جائے یا اسے جسمانی تکلیف پہنچانے کیلئے اس پر ہاتھ اٹھایا جائے بلکہ عربی زبان میں "ظلم کی تعریف" یہ کی گئی ہے کہ کسی بھی چیز کو بے جگہ استعمال کرنا ظلم ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا بے محل استعمال کرنا یقیناً کسی نہ کسی کو تکلیف پہنچانے کا موجب (سبب) ہوتا ہے اس لیے ہر ایسا استعمال ظلم کی تعریف میں داخل ہے اور اگر اس سے کسی انسان کو تکلیف پہنچی ہے تو وہ شرعی اعتبار سے گناہ کبیرہ بھی ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس طرح کے بہت سے گناہ کبیرہ رواج پا گئے ہیں کہ اب عام طور پر ان کے گناہ ہونے کا احساس باقی نہیں رہتا۔ ایذا رسانی (تکلیف پہنچانے) کی ان بے شمار صورتوں میں ایک انتہائی تکلیف دہ صورت لاؤڈ اسپیکر کا ظالمانہ استعمال ہے۔ بعض شادی ہالوں میں رات تین بجے تک لاؤڈ اسپیکر پر گانے بجانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور آس پاس کے بسنے والے بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور ایک شادی ہال پر کیا موقوف ہے ہر جگہ دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ جب کوئی شخص کہیں بلند آواز سے گانا بجاتا ہے تو اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس کی آواز کو صرف ضرورت کی حد تک محدود رکھا جائے اور آس پاس کے ان ضعیفوں اور بیماروں پر رحم کیا جائے جو یہ آواز سننا نہیں چاہتے گانے بجانے کا معاملہ تو الگ رہا اس کو بلند آواز سے پھیلانے میں دہری برائی ہے اگر کوئی خالص دینی اور مذہبی پروگرام ہو تو اس میں بھی لوگوں کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سے زبردستی شریک کرنا شرعی اعتبار سے ہرگز جائز نہیں اس سے بہت سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

واقعہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ بلند آواز سے کیوں تلاوت کرتے ہو؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آواز کو پست رکھو۔ (مشکوۃ ۱/ ۱۰۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو اپنے بستر سے آہستگی سے اٹھتے تھے۔ تاکہ سونے والوں کی نیند خراب نہ ہو۔

مسئلہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کی چھت پر بلند آواز سے تلاوت کرے جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو وہ گناہگار ہوگا۔ (خلاصۃ الفتاوی ۱/ ۱۰۳)

مذکورہ بالا گزارشات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت میں دوسروں کو تکلیف سے بچانے کا کتنا اہتمام کیا ہے جب قرآن کی تلاوت اور وعظ و نصیحت جیسے مقدس کاموں کے بارے میں بھی شریعت کی ہدایت یہ ہے کہ ان کی آواز ضرورت کے مقامات سے آگے نہیں بڑھنی چاہیے تو گانے بجانے اور دوسری لغویات کے بارے میں خود اندازہ کر لیں کہ ان کو لاؤڈ اسپیکر یا ڈیک وغیرہ پر انجام دینے کا کس قدر وبال ہے۔ (بحوالہ: ذکر و فکر)

بہترین نصیحت حاتم اصم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شقیق بلخی رحمہ اللہ نے نصیحت کی کہ تم لوگوں کے ساتھ ایسے رہو جیسے تم آگ کے ساتھ رہتے ہو کہ تم (ان سے) نفع حاصل کرو اور ڈرو بھی کہ کہیں وہ تم کو جلا نہ ڈالیں (جیسا تم آگ سے نفع حاصل کرتے ہو اس ڈر کے ساتھ کہ کہیں وہ تم کو جلا نہ ڈالے) (حلیۃ الاولیاء ۸/ ۷۷)

دوسروں کے مزاج کی رعایت کیجئے

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خَالِقُوا النَّاسَ بِاَخلاقِهِم کہ لوگوں کے ساتھ ان کے مزاج کے مطابق معاملہ کرو (اتحاف السادۃ المتقین) یعنی جس سے معاملہ کرنے جا رہے ہو تو دیکھ لو کہ اس شخص کا مزاج کیا ہے؟ اس کے مزاج پر یہ بات بری تو نہ لگے گی۔ یہ بات اصلاح معاشرہ کی تعلیم کا بہت عظیم باب ہے۔ آج کل اس کا خیال نہیں رکھا جاتا بعض اوقات کسی کی طبیعت پر کوئی کام بہت بوجھ ہوتا ہے اب اگر اس کو اس کام کرنے پر اصرار کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بیچارہ اصرار سے مغلوب ہو کر آپ کی بات مان لے لیکن آپ نے اس کی طبیعت پر جو بوجھ ڈالا اور جو گرانی آپ نے پیدا کی اور اس سے جو تکلیف اس کو پہنچی اس کا سبب آپ بنے اور ممکن ہے اس کی وجہ سے آپ کو گناہ ہو گیا ہو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے رفقاء حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزاج کا خیال فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں تمہارا جنت میں عالی شان محل بنا ہوا دیکھا، وہ محل مجھے اتنا اچھا لگا کہ میرا دل چاہا کہ اندر چلا جاؤں اور اندر جا کر دیکھوں لیکن پھر اے عمر! تمہاری غیرت یاد آ گئی کہ تمہاری طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے غیرت بہت رکھی ہے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ عمر سے پہلے ان کے محل میں داخل ہو جانا اور اس کو دیکھنا ان کی غیرت کے مطابق نہیں ہوگا، اس وجہ سے میں اس محل میں داخل نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو دیے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا، اگر غیرت ہوتی تو دوسروں پر ہوتی کہ وہ پہلے کیوں اس محل میں داخل ہوا آپ کے حق میں غیرت نہیں۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک تہبند پہنا ہوا تھا اور وہ تہبند کافی اوپر تک چڑھا ہوا تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ گھٹنے تک چڑھا ہوا تھا ممکن ہے کہ ابھی ستر میں داخل ہونے کا حکم نہ آیا ہو۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ گھٹنے ڈھکے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد دیگرے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹھنے کے انداز میں تبدیلی نہ فرمائی اور پاؤں کھلے رہے، پھر تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً اپنا تہبند نیچے کر کے اپنے پاؤں مبارک اچھی طرح ڈھک لئے، پھر فرمایا کہ ان کو اندر بلا لو۔ چنانچہ وہ بھی اندر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وجہ پوچھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف لانے پر اپنی صورت میں تبدیلی کیوں فرمائی؟ ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ (رواہ مسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ان کے اندر حیا بہت ہے، اگرچہ پاؤں کھلا ہونا کوئی ناجائز بات نہیں تھی لیکن ان کی مزاج کی رعایت کی خاطر ایسا فرمایا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کسی کی سفارش کرتے تو یہ عبارت ضرور لکھتے کہ "اگر آپ کی مصلحت اور اصول کے خلاف نہ ہو تو آپ ان کا یہ کام کر دیجئے" اور بعض اوقات یہ بھی تحریر فرماتے کہ "اگر آپ کی کسی مصلحت کے خلاف ہو اور آپ یہ کام نہ کریں تو مجھے ادنیٰ ناگواری نہیں ہوگی"۔ (ماخوذ از اصلاحی خطبات، مفتی تقی عثمانی)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دوسروں کے مزاج کے مطابق ان سے معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتوں کی بارش

مولانا محمد شعیب صاحب
امام مسجد فاطمہ، لاہور

مخلوق کے ہاتھوں تجھے صرف اسلئے اذیت (تکلیف) پہنچائی کہ تیرا دل ان میں سکون نہ پائے تجھ کو مخلوق سے اذیت پہنچا کر ہر ایک سے دل برداشتہ کیا تا کہ کوئی چیز مولیٰ حقیقی سے تجھے غافل نہ کرے۔

فائدہ اے اللہ کے طالب! اگر مخلوق سے تجھے کسی قسم کی تکلیف پہنچے بے آبروئی یا جان و مال کی تو اس پر مت گھبرا اور پریشان نہ ہو اس میں تیرے لئے بڑی مصلحت ہے کہ تجھے یہ تکلیف حق تعالیٰ کی طرف سے اس لئے پہنچتی ہے کہ اگر تکلیف نہ پہنچتی بلکہ ان سے کوئی راحت پہنچتی تو تجھ کو مخلوق سے ایک قسم کی تسلی ہوتی اور ان پر اعتماد ہوتا اب اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ تیرے دل کو مخلوق کے ساتھ بالکل لگاؤ نہ ہو اس لئے تجھ کو مخلوق سے تکلیف پہنچا کر ہر ایک چیز سے دل برداشتہ کر دیا۔

اس لئے کہ عاقل کو مثلاً ایک دو کے تعلق سے تکلیف پہنچی اور ان کی بےوفائی ظاہر ہوئی خواہ تو اس طرح کہ ان لوگوں ہی نے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا اور یا اس طور سے کہ ان سے جدائی ہوگئی۔ خواہ ان کے مرنے سے یا غائب ہونے سے دل کو صدمہ ہوا تو دوسری مخلوق بھی ان ہی جیسی ہے اس لئے سب سے دل برداشتہ ہو جائے گا اور یہ حق تعالیٰ کی بڑی حکمت اور رحمت اس کے لئے ہوگی کہ کوئی شی اس مولیٰ حقیقی سے اس بندہ کو غافل نہ کرے گی اور فنا یعنی ختم ہونے کا مشاہدہ ہر شی میں دیکھے گا اس لئے کسی سے دل نہ لگائے گا (اکمال الشیم)

شیطان کو تیرا دشمن اس لئے بنایا کہ تجھ کو اپنی طرف بیقرار کرے اور تیرے نفس کو شہوات کی طلب میں تجھ پر اسلئے ابھارا کہ ہمیشہ تجھ کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

فائدہ اے بندے! اللہ تعالیٰ نے شیطان کو تیرا دشمن بنا کر اس کی تجھ کو اطلاع کر دی ارشاد ہے اِنَّ الشَّیطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْن" تو اس میں یہ حکمت ہے کہ جب تجھ کو حق تعالیٰ کے ارشاد اور تیرے تجربہ سے اس کی عادت ظاہر ہوگی اور خوب کھلی آنکھوں پہچانے گا کہ میرا دشمن میرے نفس سے علیحدہ خارج میں بھی موجود ہے جو میرے دین اور دنیا دونوں کا دشمن ہے اور نیز اپنے ضعف اور عجز کی وجہ سے اس کا بھی علم ہوگا کہ مجھ کو اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اسلئے کہ جو دشمن قوی بھی ہو اور ظاہر آنکھ سے نظر بھی نہ آئے تو اس کی دشمنی بہت خطرناک ہے اور نیز دنیا میں کوئی دوست یا مددگار بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اس دشمن کی دشمنی کو دفع کرے تو جب یہ سب علوم حال کے درجہ میں دل پر اتریں گے تو ایسے وقت خواہ مخواہ اللہ کی طرف توجہ کرے گا اور اسی کی طرف بیقراری ہوگی اور یہی عین مقصود ہے جو اسکی دشمنی سے تجھ کو حاصل ہوگا۔

(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْم)

نفس کی حفاظت کرو تین موقعوں پر

پہلا موقع جب تم کوئی کام کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

دوسرا موقع جب تم کوئی بات کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بات سن رہا ہے۔

تیسرا موقع جب تم خاموش رہو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں چھپی باتوں سے واقف ہے۔

(حاتم اصم رحمہ اللہ) (حلیۃ الاولیاء ۸/۷۵)

حاصل ان تینوں موقعوں میں رب تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہے لہٰذا نیکی کا کام کرو، نیکی کی بات کرو اور نیکی ہی کے بارے میں سوچو۔

تو قرآن کریم ان سب کو بتلا رہا ہے کہ ہلاکت اور بربادی مقدر ہوتا ہے اُس قوم کا جو ناپ تول میں کمی کی مجرم بن جائے اور آج ہماری قوم اس جرم کی مجرم بنی ہوئی ہے۔ الحمدللہ کچھ لوگ مستثنٰی ہیں۔ ہر طبقۂ زندگی میں نیک لوگ بھی ہیں۔ حلال کھانے والے بھی ہیں، حرام سے بچنے والے بھی ہیں لیکن عام حال جو ہمارے ملک کا ہے وہ یہی ہے جو ابھی ذکر کیا اور یہ کثرت سے ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی سرکاری ملازم ہے وہ ہم سے کہتا ہے کہ صاحب فلاں دن میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ آپ کہیں کہ ہمیں فلاں دن فرصت نہیں ہے آپ کسی اور دن آجائیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ اچھا میں فلاں دن آؤں گا مگر مجھے چھٹی لینی پڑے گی لیکن کوئی بات نہیں میڈیکل پر چھٹی لے لوں گا۔ حالانکہ اس میڈیکل پر چھٹی لینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جھوٹی درخواست دوں گا کہ میں بیمار ہوں اصل میں بیمار نہیں۔ ڈاکٹر سے جھوٹا سرٹیفکیٹ بھی لوں گا اور اُس کو رشوت کے پیسے بھی دوں گا۔ ہر ڈاکٹر کے متعلق یہ نہیں کہہ رہا الحمدللہ حلال کھانے والے ڈاکٹر بھی موجود ہیں لیکن یہ ایک رواج بنا ہوا ہے بہت کم لوگ ہیں جو حرام سے بچتے ہیں۔ تو جب ڈاکٹر نے وہ رشوت کا حرام پیسہ لیا تو دینے والے نے بھی حرام کام کیا کہ رشوت دی۔ حدیث میں ہے کہ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ "رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" ایک کام تو رشوت کا ہو گیا اور پھر جھوٹ بھی لکھا۔ یہ دوسری دغا بازی (مکاری، بے ایمانی) ہو گئی۔ تیسری دغا بازی یہ ہوئی کہ جو ایک دن چھٹی لی حرام کی چھٹی لی۔ اس دن کی تنخواہ وہ وصول کرے گا جو اس کیلئے حلال نہیں حرام ہے اور یہ ایسی حرام ہے جیسا کہ سور کا گوشت حرام ہے۔ مگر اس طرف لوگوں کا دھیان نہیں ہے۔ بڑی بے تکلفی سے کہہ دیتے ہیں کہ میڈیکل پر چھٹی لے لوں گا۔ قانوناً یہ چھٹی اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اگر واقعی آپ بیمار ہیں، ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں تو ٹھیک ہے، پھر آپ چھٹی لے سکتے ہیں۔ اس کی تنخواہ بھی آپ کو ملے گی۔ لیکن بیماری کے بغیر دھوکہ دے کر اپنے آپ کو جھوٹ موٹ بیمار ظاہر کر کے چھٹی لینا یہ ایسا جرم ہے جیسے سور کا گوشت، جیسے چوری کا مال، جیسے ڈاکہ زنی کا مال، جیسے شراب، جیسے پیشاب۔

یہ مال خود بھی کھایا اور بچوں کو بھی کھلایا۔ گھر والوں کو بھی کھلایا، حالانکہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مال حرام ہے یہ جہنم کے انگارے ہیں، آخرت میں انگارے بنا دیئے جائیں گے۔ ہم اس بات کے تو عادی ہیں کہ ہمیں دوسروں کا عیب تو خوب نظر آتا ہے اپنے عیب پر نظر نہیں ہوتی۔ ہمیں دودھ والے سے ہمیشہ شکایت رہتی ہے کہ صاحب یہ دودھ والا پیسے ایک کلو کے لیتا ہے دیتا ہے آدھا کلو دودھ اور آدھا کلو پانی۔ لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہم بھی یہ کام تو نہیں کر رہے۔ دودھ والا خوش ہوتا ہے کہ میں نے دھوکہ دے کر آدھا کلو کے پیسے بچا لیے۔ لیکن قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی حماقت کا کام کر رہا ہے۔ میں نے ابھی جو آیتیں پڑھی تھیں اس میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی دو صفتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک صفت یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ (المطففین) کہ جب یہ کسی سے کوئی چیز

ناپ تول کر لیتے ہیں تو پوری پوری لینا چاہتے ہیں اور دوسری صفت یہ ہے کہ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْوَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ. کہ جب دوسروں کو تول کر یا وزن کر کے دیتے ہیں تو اس میں ڈنڈی مارتے ہیں، کمی کرتے ہیں۔ اس میں **سوال** پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے یہ دونوں صفتیں مذمت کے طور پر ذکر کی ہیں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے۔ ایک یہ کہ پورا وصول کرنا چاہتے ہیں یعنی پورا وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں دوسری صفت ہے پورا نہ دینا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو اسمیں پہلی صفت میں تو کوئی خرابی نہیں، کوئی گناہ کی بات نہیں کیونکہ آپ نے کوئی چیز خریدی ہے اور اس کو پورا پورا لینا چاہتے ہیں اسمیں کونسی خرابی کی بات ہے، کونسی مذمت کی بات ہے، کونسے گناہ کی بات ہے حالانکہ یہ آپ کا حق ہے آپ نے پورے پیسے دیئے ہیں جس چیز کے پیسے دیئے ہیں وہ آپ کو پوری ملنی چاہئے۔ مگر قرآن نے اس کو مذمت کے طور پر یہاں کیوں ذکر کیا؟ اس کے **جواب** مفسرین نے مختلف دیئے ہیں۔ اور ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ شاید ان لوگوں کی حماقت کا بیان ہے اور مقصد یہ ہے کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے کے عادی ہیں وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں کہ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کو پورا ملے حالانکہ جس معاشرے میں ناپ تول میں کمی کا رواج ہو جائے اس معاشرے میں کسی کو کوئی چیز پوری نہیں ملا کرتی، سب کی جیبیں کٹتی ہیں۔ ''دودھ والا'' خوش ہوتا ہے کہ اس نے دھوکہ دے کر دس روپے بچا لیے جیب میں ڈالے اب یہ دودھ والا جب سبزی والے کے پاس جاتا ہے تو ''سبزی والے'' نے ناپ تول میں کمی کر کے اس سے پندرہ روپے لے کر جیب میں ڈالے، سبزی والا گوشت والے کے پاس پہنچا تو وہ اس سے بیس روپے کھینچ لیتا ہے، ''گوشت والے'' نے بیس روپے کمائے وہ ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اس نے اپنا کرتب دکھایا، ''ڈاکٹر'' نے پتہ نہیں کتنے لے لیے وہ ڈاکٹر جب ٹیسٹ کرانے کیلئے لیبارٹری میں پہنچا تو ''لیبارٹری والوں'' نے اس کے کس بل ڈھیلے کر دیئے۔ اور جب وہ کپڑے لینے گیا تو اس ''کپڑے والے'' نے اپنے ہاتھ کی صفائی دکھائی۔ ہر ایک دوسرے کی جیب کاٹ کر اپنی جیب میں ڈال رہا ہے اور پیچھے سے دوسرا آدمی اس کی جیب سے نکال رہا ہے ایک لائن لگی ہوئی جیب کتروں کی۔ اور ہر ایک دوسرے کی جیب کاٹ رہا ہے اور ملتا کسی کو کچھ نہیں۔ تو فرمایا اَلَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ کہ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے کی تو ہم جیب کاٹیں لیکن ہماری نہ کٹے لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ جب معاشرے میں جیب کاٹنے کا رواج ہو جائے گا تو سب کی جیبیں کٹیں گی کسی کو کوئی چیز پوری نہیں ملے گی۔ الا ماشاء اللہ۔ استثناء ہر جگہ موجود ہے الحمدللہ۔ افسوس کی بات ہے کہ میں نے جو کہا ہے کہ یہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے حالانکہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے اسلامی جمہوریہ ہے۔ ہماری اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ ۹۵ فیصد سے زیادہ اس ملک میں مسلمان رہتے ہیں۔ یہاں یہ حال ہے۔ ان کافر ملکوں میں جائیے۔ یورپ میں جائیے امریکہ میں جائیے، جاپان میں جائیے، مشرق میں جائیے، مغرب میں جائیے، جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں کہیں آپ کو یہ بیماری نہیں ملے گی، وہاں ناپ تول میں کوئی کمی نہیں کرتا، تجارت میں کوئی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا وہاں دوکاندار جو بات کہہ دے۔ گاہک کو اسی پر یقین ہوتا ہے۔ (جاری ہے)

قسط ۱۳

احسن المکاتیب

✉ حال: تواضع کے الفاظ احقر کثرت سے استعمال نہیں کرتا یعنی یوں کہے کہ "احقر تو کچھ بھی نہیں بہت حقیر ہے آپ کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں" وغیرہ وغیرہ لیکن الحمدللہ دل میں کسی کو حقیر نہیں سمجھتا۔اگر حضرت والا اس حالت کو قابل علاج خیال فرماویں تو علاج تحریر فرما دیویں۔

✍ ارشاد: علاج کی ضرورت نہیں۔

✉ حال: احقر پڑھائی کی کوشش کے ساتھ ذکر و تلاوت بھی دوام کے ساتھ کر رہا ہے۔

✍ ارشاد: الحمدللہ۔

✉ حال: جب احقر نئے کپڑے پہنتا ہے تو خود بخود خیال آتا ہے کہ کہیں احقر کچھ مغرور تو نہیں۔ اس کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

✍ ارشاد: اس کا فکر نہ کرو۔

✉ حال: جب کپڑے ذرا زیادہ میلے ہوتے ہیں تو عوام کے سامنے پھرتے ہوئے کچھ جھجک سی معلوم ہوتی ہے۔اس کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

✍ ارشاد: وہی جواب ہے جو اوپر ہے۔

✉ حال: حضرت والا نے احقر کیلئے چھ تسبیح کلمہ کی اور نماز کے بعد سو سو دفعہ سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر تجویز فرمایا تھا۔کبھی کبھی یہ ذکر احقر چلتے پھرتے کرتا ہے مثلاً بازار جاتے وقت راستے میں اور آواز اکثر ایسی ہوتی ہے کہ یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پڑھ رہا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھتا ہے۔نیت ریا کی نہیں ہوتی۔اس کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

✍ ارشاد: ایک مقدار معین کر لو وہ تو بیٹھ کر پڑھو باقی چلتے پھرتے۔

✉ حال: یہ ہے کہ کوئی نیا حال نہیں۔نہ کوئی نئی کیفیت نہ کوئی نیا حال ہے لیکن اس نہ ہونے سے پریشانی بھی نہیں کیونکہ یہ بات ذہن نشین ہو چکی ہے کہ حالات و کیفیات محمود تو ہیں مطلوب و مقصود نہیں۔کسی تکلیف و مصیبت سے پریشانی اور حواس باختہ ہونے کی کیفیت نہیں ہوتی وللہ الحمد۔راحت ملنے پر دل سے شکر نکلتا ہے اور حب حق میں ترقی ہوتی ہے۔ضروریات طبعیہ سے جو وقت بچتا ہے پڑھنے پڑھانے یا تلاوت و ذکر ہی میں لگانے کی توفیق ہو جاتی ہے۔یہی کوشش رہتی ہے کہ کوئی لمحہ ثواب سے خالی نہ گزرنے پائے کیونکہ یہ بات پیش نظر رہتی ہے کہ لمحات ایسے ظروف ہیں کہ اجر و ثواب کے جواہر سے بھی بھرے جا سکتے ہیں۔خالی بھی رکھے جا سکتے ہیں اور گناہوں کی غلاظت سے بھی بھرے جا سکتے ہیں اور تینوں کام حق تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔پھر کیوں نہ ان کو اجر و ثواب کے جواہر سے پُر کیا جائے؟ ابھی ابھی خط لکھنے کے درمیان میں عجیب پُرلطف کیفیت طاری ہو گئی ہے کہ حب حق کا جوش محسوس ہوتا ہے۔دل میں دھڑکن سی ہے بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے قلب میں بار بار یہ شعر آ رہا ہے۔ ؎

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

✍ ارشاد: الحمدللہ، الحمدللہ۔دعا کرتا ہوں و دعا چاہتا ہوں۔وللہ الحمد

دنیا میں سب سے پہلا بیمار جانور

جانوروں میں کائنات کی آبادی کے بعد سب سے پہلے جو جانور اس روئے زمین پر بیمار ہوا وہ شیر تھا۔جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں تھا۔(حق الہام)

حلال مال طلب کرنے کا بیان

از بہشتی زیور

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو حرام کی گئی ان پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے)۔ پس انہوں نے اس (چربی) کو گلایا پھر انہوں نے اس کو فروخت کیا۔ (متفق علیہ) یعنی یہ حیلہ کیا کہ خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کو فروخت کر کے اس کی رقم کھائی۔ اور اس کو یہ سمجھے کہ چربی کھانا نہیں ہے۔ حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل نفع مت اٹھاؤ۔ اس میں بیچ کر رقم کھانا بھی داخل تھا آج کل بعض سود خوروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کر لئے ہیں تاکہ ظاہر میں سود سے بچ جائیں اور حقیقت میں سود کھائیں لیکن حق تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ نیت کو خوب جانتا ہے ایسے حیلے نکالنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مال حرام کو پس اسمیں سے صدقہ دے۔ اور اس سے وہ قبول کیا جائے اور نہ یہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لئے اس مال میں اور نہ یہ کہ چھوڑے اپنے پیچھے مگر ہو وہ (چھوڑنا) توشہ اس کے لئے بلکہ ہوگا پہنچانے والا دوزخ کی طرف الحدیث (رواہ احمد) یعنی اگر مال حرام کما کر صدقہ کرے تو قبول نہ ہوگا اور خاک ثواب نہ ملے گا بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی امید رکھنا کفر ہے۔

حدیث میں ہے جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا جو پلا اور بڑھا ہے مال حرام سے اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے (رواہ احمد) یعنی حرام خور جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا اور تھا حرام خور تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جائے گا اور اگر مرنے سے پہلے حرام مال کھانے سے توبہ کرے اور جس کا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیں گے۔ اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور ہے اس سے بچ جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس درہم کا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا۔ جب تک کہ وہ کپڑا اس کے (بدن) پر رہے گا حق تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا (رواہ احمد) یعنی گو فرض ادا ہو جائے گا مگر نماز کا پورا ثواب نہیں ملے گا۔ اس طرح اور اعمال کو بھی قیاس کر لو۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ اول تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع ہو پھر قیامت کے روز کیا جواب دیا جائے گا اور کیسے دردناک عذاب برداشت ہوگا۔ (از بہشتی زیور ۵۹، ۶۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ اور حلال مال کھانے کی توفیق دیں

(جناب علی بہادر صاحب، بنوں)

خشوع خضوع کیساتھ لمبا سجدہ کرنا دماغی بیماریوں کا علاج ہے (روحانی نماز)

نیک صحبت کی برکت

حکماء فرماتے ہیں جو شخص نیک لوگوں کی صحبت میں رہے وہ ان کی برکت کو پا لیتا ہے۔ پس اولیاء اللہ کے ہم نشین بد بخت نہیں ہوتے۔ اگر چہ کہ ہم نشین کتا ہو جیسا کہ اصحاب کہف کا کتا۔ (فتح القدیر ۵/۵۰۷)

یعنی اصحاب کہف کا کتا ان جانوروں میں سے ایک ہے جو جنت میں داخل کیے جائیں گے اور اس کے داخلے کی وجہ "نیک لوگوں کی صحبت" ہے۔

کُتا رحمت، نجاست، پالنے کا حکم

مولانا محمد طیب الیاس
جامعہ ...

(۱)۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو چپ چپ اور غمگین تھے پھر خود ہی فرمانے لگے :جبریل علیہ السلام نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ رات کو ملاقات کروں گا مگر پوری رات گزر گئی اور وہ نہیں آئے ۔اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے اب تک کبھی وعدہ خلافی نہیں کی ہے۔پھر آپ کو خیال آیا کہ کتے کا بچہ آپ کی چارپائی کے نیچے آ بیٹھا تھا چنانچہ آپ نے حکم دیا تو اس پلے کو وہاں سے بھگایا گیا پھر آپ نے خود اپنے دستِ مبارک سے وہاں پانی کا چھڑکاؤ کیا چنانچہ جب شام ہو گئی تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا رات کو ملاقات کرنے کا؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: وعدہ تو بے شک میں نے کیا تھا مگر ہم (رحمت کے فرشتے) ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جسمیں کتا اور تصویر موجود ہو۔(مسلم)

(۲)۔۔۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مویشیوں کی حفاظت اور شکار کی غرض کے علاوہ بلاضرورت کتا پالے گا اس کے اعمال میں سے یومیہ دو قیراط کی کمی ہوتی چلی جائے گی۔(بخاری و مسلم)

فائدہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت کے فرشتے کتے کی موجودگی میں گھر میں نہیں آتے (البتہ عذاب کے فرشتے آتے ہیں) کیونکہ بعض کتوں کو احادیث میں شیطان کہا گیا ہے اور فرشتے شیطان کی ضد ہیں ۔اسی طرح فرشتے صفائی پسند ہوتے ہیں بخلاف کتوں کے وہ گندگی پسند ہوتے ہیں ۔اسی طرح فرشتے انسان کے لئے استغفار اور نزول رحمت کا سبب ہوتے ہیں اور کتے رحمت کے دور کرنے کا سبب بن جاتے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۳۲۶/۸)

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت شرعیہ کتا پالنا ایسا منحوس عمل ہے کہ آدمی کے نیک اعمال میں خود بخود کٹوتی ہوتی رہتی ہے۔نیز قیراط ایک وزن کا نام ہے

(۳)۔۔۔کتا شیطان سے تعلق رکھتا ہے۔شیطان کے الہام کو قبول کرتا ہے ،فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔جس گھر میں یہ ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(ریاض السنن ۲/۴۵۸)

(۴)۔۔۔شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''میزان'' میں لکھتے ہیں کہ اہل کشف کا اجماع ہے کہ کتے کا جھوٹا کھانا پینا دل کی سختی کا سبب ہے۔اس کے کھانے پینے کے بعد بندہ ذکر اللہ اور نیکیوں کی حلاوت ولذات سے محروم ہو جاتا ہے۔اعمال صالحہ کی رغبت میں نہایت کمی واقع ہو جاتی ہے۔وعظ و تذکیر سے دل بہت کم متاثر ہوتا ہے۔(حوالہ بالا ۲/۴۵۹)

کتے کا شرعی حکم کتا ایک عجیب جانور ہے اس کی نظیر (مثال) تمام جانوروں میں نہیں ہے۔ ہر زمانے میں بہت سے لوگ اس سے انتہائی محبت کرتے ہیں اور گھر میں اسے پالتے ہیں اور اس سے نہایت محبت کا برتاؤ کرتے اور اس کی محبت کبھی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ مالک خود بھوکا رہتا ہے لیکن کتے کو بھوکا نہیں رکھتا پھر یہ محبت دوسری طرف بھی انتہاء کو پہنچی ہوتی ہے یعنی کتا بھی اپنے مالک کے ساتھ محبت کرنے میں اور وفاداری میں بے نظیر ہے۔

کتوں سے محبت کا اختلاط کم کرنے اور ان سے بچنے کے لئے مسلم شریف کی حدیث ہے اولاً نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے کتوں کے قتل کا حکم دیا۔ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ بعد میں قتل کا حکم اللہ کی اجازت سے منسوخ فرمادیا ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ کیونکہ انسان کو کھیتی باڑی، شکار اور حفاظت کے لئے کتے کی ضرورت ہوتی ہے۔

پہلے حکم سے مسلمان سمجھ گئے کہ کتا محبت واختلاط کے قابل نہیں ہے۔ تاہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ اس حکم کے باوجود مسلمانوں سے کچھ لوگ کتوں کی محبت واختلاط میں غلو (حد سے تجاوز) کریں گے جیسا کہ آجکل مشاہدہ ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتے کے جھوٹے کے بارے میں سخت حکم فرمایا (کہ اس برتن کو جس میں وہ منہ مارے تین مرتبہ دھولیں یہ واجب ہے اور سات مرتبہ دھونا یا مٹی سے رگڑنا یہ مستحب ہے) تاکہ اس سخت حکم کے ذہن میں رکھنے سے یہ تنبیہ اور سبق حاصل ہوتا رہے کہ کتے سے نفرت کرنی چاہئے کہ کتا اختلاط ومحبت کے قابل جانور نہیں ہے۔ مگر ضرورت کے موقع پر (ریاض السنن ملخصا)

ضرورت کے مواقع بلاضرورت محض شوق کی خاطر کتے کا پالنا ناجائز اور شرعاً ممنوع ہے البتہ بعض حالات میں ضرورت کی بناء پر شریعت نے تین قسم کے کتوں کو پالنے کی اجازت دی ہے:

(۱) کَلْبُ الصَّیْدِ (شکاری کتا)۔ (۲) کَلْبُ الْمَاشِیَۃِ (ریوڑ کی حفاظت رکھنے والا کتا)۔

(۳) کَلْبُ الزَّرْعِ (یعنی کھیتی کی نگرانی کرنے والا کتا)

فائدہ راستے میں آپ پر اگر کوئی کتا بھونکے تو مندرجہ ذیل دو آیتوں میں سے کوئی سی بھی آیت پڑھ لیں

﴿۱﴾ وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ (الکھف:۱۸)

﴿۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ. (الرحمٰن ۳۳) (حیاۃ الحیوان)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت نصیب فرمائے اور کتوں کی محبت واختلاط سے محفوظ فرمائے (آمین ثم آمین)

رشوت خوری کا انجام حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک عزیز پولیس میں ملازم تھے۔ انہوں نے خوب رشوتیں لے لے کر روپیہ جمع کیا تھا۔ اتفاق سے سرکار کی طرف سے کسی معاملہ میں مقدمہ ہو گیا۔ جتنا کمایا تھا سب اس میں لگ گیا حتیٰ کہ گھر کا زیور بھی نہ رہا بالکل خالی رہ گئے۔ جب خدا خدا کر کے اس مقدمہ سے جان بچی اس کے بعد پھر اسی طرح روپیہ جمع کیا اور ان روپوں کو ایک پرانے تکیے میں سی دیا۔ اس خیال سے کہ اسے چور کیا لیں گے۔ ایک روز اتفاق سے وہ تحقیقات میں گئے ہوئے تھے۔ ان کے مکان میں آگ لگ گئی۔ گھر والوں نے قیمتی اسباب اٹھا اٹھا کر گھر سے باہر پھینکا۔ اس تکیے کا کسی نے خیال بھی نہ کیا۔ جب وہ تحقیقات کر کے آئے تو معلوم ہوا کہ گھر میں آگ لگ گئی تھی پوچھا کہ میرا تکیہ کہاں ہے گھر والوں نے کہا جو قیمتی چیزیں تھیں وہ مشکل سے بچائیں۔ وہ پرانا تکیہ بھی کوئی حفاظت کے قابل تھا۔ کہنے لگے کہ میرے تو اس میں نوٹ تھے۔ اب سب کمائی جاتی رہی اور اس میں سے کچھ جائیداد خریدی تھی اس میں اس طرح کسر نکلی کہ کسی کاشتکار پر مقدمہ دائر کیا تھا اور اس مقدمہ میں اس کاشتکار نے اس صاحب کو قتل کر دیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حلال رزق نصیب فرمائے۔ (خطبات حکیم الامت ۸/۸۴) محمد الیاس اختر متعلم درجہ ثالثہ جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک عظیم شخصیت

مولانا عبدالرحمان جامی صاحب
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کبیر والا

ہمارے اکابر اسلاف کی زندگیاں ایسی تھیں جن کے حالات زندگی کو اگر لکھا جائے تو ایک لمبی تاریخ بن سکتی ہے۔ دین کے ہر شعبے میں ہمارے اکابر سرفہرست رہے ہیں اور بعد میں آنے والوں کیلئے علم کے ساتھ بہترین عملی نمونے پیش کئے۔ ہماری ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہستی شیخ العرب والعجم حضرت سید مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی تھے۔

آپ بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی، مُصلِح، مجاہد اور سیاسی راہنما بھی تھے۔ آپ کی زندگی کے شب وروز اور عمل کا ایک ایک قدم ہمارے لئے ہزاروں عبرتیں اور عمل کی لاتعداد مثالیں ہیں۔

نمونہ کس نے دکھلایا کہ سید ہوں تو کیسے ہوں
حسین احمد نے بتلایا کہ سید ہوں تو ایسے ہوں

اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمہ اللہ کو عظیم خوبیوں سے نوازا تھا۔ جن کو تفصیلاً ذکر کرنے کیلئے لمبا وقت درکار ہے۔ یہاں ان کے واقعات میں چند متفرق واقعات بطور نمونہ کے ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) وفات سے دو روز قبل حضرت رحمہ اللہ نے چند حضرات کے سامنے اپنی نمازوں پر جنہیں تیمم سے ادا کیا تھا اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا: دیکھئے بیٹھے بیٹھے بلا وضو نمازیں پڑھا رہا ہوں اس بات کا مجھے بے حد قلق (افسوس) ہے اتنا ہی فرما سکے تھے کہ آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ اور پھر اس قدر روئے کہ پورا جسم لرزنے لگا اور آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ پیکر صبر واستقلال اور مجسمہ صبر وتحمل جس نے کبھی بڑی سے بڑی مصیبت پر ایک آنسو نہ گرایا ہو وہ آج خوف خدا سے کس قدر لرزہ بر اندام تھا۔

(۲) رمضان میں شیخ الہند رحمہ اللہ کو قرآن سنایا

بااسارت (قید) مالٹا کے دوران استاد ترجمہ قرآن میں مشغول ہیں اور حسین احمد رفیق و معین (مددگار) ہیں۔ رمضان آتا ہے تو سعادت مند شاگرد آگے بیٹھ کر عرض کرتا ہے کہ حضرت آپ دعا فرمائیں کوشش میں کروں گا، اللہ نے چاہا تو ختم قرآن کے نہ ہونے کا شکوہ نہیں رہے گا۔ استاد کا چہرہ خوشی سے کھل جاتا ہے۔ وہ دست سوال دراز کرتا ہے، نہ معلوم اس وقت اس نے اپنے رب سے کیا مانگا ہوگا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ رمضان آیا تو پریشانی تھی کہ مبارک راتیں بے تراویح گزریں گی مگر شوال کا ہلال افق عالم پر چمکا تو حسین احمد رحمہ اللہ مکمل قرآن سنا چکا تھا۔

اکابر امت کی گواہیاں

(۱) مجھے اپنی موت پر اس بات کا فکر تھا کہ میرے بعد باطنی دنیا کی خدمت کرنے والا نہ ہوگا مگر حضرت مدنی کو دیکھ کر تسلی ہوئی یہ دنیا ان سے زندہ رہے گی۔

(حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

(۲) بھائی! حضرت شیخ مدنی کا ذکر کیا پوچھتے ہو پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں میں جب ہم نے اس مرد مجاہد کی جانب نگاہ کی تو جہاں شیخ مدنی کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا ہوا دیکھا۔

(حضرت عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ)

(۳) شارح مسلم علامہ عثمانی حضرت مدنی رحمہ اللہ کے سب بڑے سیاسی حریف تھے لیکن فرماتے ہیں

بھائیو! اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے علم میں بسط ارض (روئے زمین) پر شریعت و طریقت وحقیقت کا حضرت مولنا مدنی رحمہ اللہ سے بڑا کوئی عالم موجود نہیں ۔(بروایت حضرت الشیخ السید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ)

(۴) حضرت مولنا الیاس رحمہ اللہ (بانی تبلیغی جماعت) نے فرمایا، ان کی سیاست میری سمجھ میں آجاتی تو پیچھے پیچھے دوڑا پھرتا، تاہم عنداللہ ان کے مقام سے واقف ہوں ان سے سیاست میں اختلاف کر کے دوزخ کی آگ خریدنا نہیں چاہتا۔

(بروایت مولوی سعید میاں انصاری سہارنپوری)

اشعار

ے کب ایسے لوگ ہوتے ہیں پیدا جہاں میں
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی
ے چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم

اللہ ہمیں ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فارغ رہنے سے بہتر۔۔کام۔۔۔﴿انبیاء ،صحابہ اور اولیاء کرام کے کاروبار﴾

انبیاء (۱) حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے۔(۲)(۳) حضرت نوح اور حضرت زکریا علیہما السلام نجار یعنی بڑھئی تھے۔ (۴) حضرت ادریس علیہ السلام خیاط (درزی) تھے۔(۵)(۶) حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کھیت بوتے تھے۔(۷) صالح علیہ السلام تاجر تھے۔(۸) داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بناتے اور ان کی قیمت سے بسر اوقات کرتے تھے۔(۹)(۱۰)(۱۱) حضرت شعیب، حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیڑ، بکریاں چراتے تھے۔ سیدنا ومولنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: کہ میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے آپ کو مال فئے سے غنی کردیا تو آپ کو کمانے کی ضرورت نہ رہی۔

صحابہ (۱)(۲)(۳)(۴) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم بزاز (کپڑے کے تاجر) تھے۔(۵)(۶)(۷) حضرت زبیر بن العوام، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عامر بن کریز رضی اللہ عنہم رفوگر تھے۔(۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر گر تھے۔ (۹) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ درزی تھے۔(۱۰) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوم لیے جو رزق حلال کے لئے پتھروں کو کوٹ کر روزی بناتے تھے۔

اولیاء (۱)(۲) محمود بن سیرین تابعی اور میمون بن مہران رحمہما اللہ بھی پارچہ (کپڑا) فروش تھے(۳) ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کھیتی کاٹا کرتے تھے۔

(۴) سلیمان بن خواص رحمہ اللہ خوشہ چین (کھیت کٹنے پر خوشے چننے والا) تھے۔

فائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم سوت کاتا کرتی تھیں ۔(تلبیس ابلیس بتصرف)

جنازے کے ساتھ ذکر وغیرہ کرنے کا حکم

مولانا محمد طیب الیاس
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

جنازہ لیجاتے وقت جنازہ کے ساتھ کلمہ یا کچھ (ذکر یا قرآن) بلند آواز سے پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے۔
قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام تین جگہ آواز بلند کرنا مکروہ سمجھتے تھے: (۱) جنگ کے وقت۔ (۲) جنازے میں اور (۳) ذکر میں (غنیۃ المستملی)
الجوھرۃ النیرۃ میں ہے جنازے کے پیچھے جانے والوں کو خاموش رہنا چاہئے اور بلند آواز سے ذکر کرنا یا قرأت کرنا ان کے لئے مکروہ ہے۔ جبکہ عالمگیری میں ہے کہ جنازے کے ساتھ جانے والوں کو خاموشی لازم ہے اور ان کو ذکر یا بلند آواز سے قرأت کرنا مکروہ ہے۔
مراقی الفلاح میں ہے جنازے کے ہمراہ جانے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے اور ان کا جنازے کے پیچھے "کُلُّ حَيٍّ سَيَمُوْتُ" "ہر زندہ عنقریب مر جائے گا" یا اس جیسے اور کلمات کہنا بدعت ہے۔
فتاویٰ العصر میں مذکور ہے کہ جنازے میں بلند آواز سے ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ شرح میں ظھیریہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی خدا کا ذکر کرنا چاہے تو اپنے نفس میں یعنی چپکے چپکے کرے اس طرح کہ اپنی آواز خود سن لے۔ (طحطاوی)
جاننا چاہئے کہ حق راہ، پسندیدہ امر اور سلفِ صالحین کا طریقہ یہی ہے کہ جنازے کے ساتھ چلنے کی حالت میں خاموش رہے اور بلند آواز سے قرأۃ یا ذکر نہ کرے کیونکہ اس کی ظاہر حکمت یہی ہے کہ خاموش رہنے سے دل کو اطمینان اور یکسوئی زیادہ ہوگی جس کی وجہ سے جنازے کے حالات میں اچھی طرح غور وفکر کر سکے گا اور اس حالت میں یہی مطلوب اور حق ہے۔ اور اس بات سے دھوکہ مت کھائیں کہ اکثر لوگ تو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ عارف باللہ حضرت فُضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے بڑی قیمتی بات ارشاد فرمائی ہے جو خصوصاً آج کے زمانے میں حرزِ جان بنائے جانے کے قابل ہے فرمایا کہ حق راہ کو لازم پکڑو اور اس کا خیال نہ کرو کہ اس راہ پر چلنے والے کم ہیں اور گمراہی کے راستے سے بچو اور اس سے دھوکہ مت کھاؤ کہ ان راستوں پر چلنے والے (درحقیقت ہلاک ہونے والے) بہت ہیں۔ (کتاب الاذکار للنووی باضافہ)
﴿ماخوذ از دلیل الخیرات﴾ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات و رسومات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

سجدہ اور باطنی حقیقت

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سجدہ کا ظاہر معنیٰ تو یہی ہے کہ بدن کے ذریعے عاجزی کا مظاہرہ کیا جائے نیز دل کی عاجزی اور نیازمندی اس کا حقیقی مقصد ہے جو نماز پڑھنے والے اس بات کو جانتے ہوں کہ زمین پر منہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جسم کے بہترین عضو کو مٹی پر رکھنا اور یہ کہ خاک سے بڑھ کر کوئی چیز خوار نہیں تو سجدہ حقیقت میں اسی کیلئے ہوتا ہے تاکہ بندہ سمجھ لے کہ میری اصل خاک اور مٹی ہے اور بالآخر مجھے اس میں جانا ہے اپنی اصل کے اعتبار سے تکبر اور اپنی عاجزی و بے کسی پہچاننا ضروری ہے۔ بیشک سجدے کی حقیقی غرض دل ہی کو جھکانا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

سود قسط ۱۰

دیہاتوں میں سود — سود کی گرفت — حلال حرام کی تمیز — سودی دستاویز — از مدیر

دیہاتوں میں سود اب سود کی لعنت زرعی قرضہ اسکیم کے تحت قصبات و دیہات میں بھی پہنچ چکی ہے۔ بیج کھاد اور ٹریکٹر کے لئے بینک سود پر رقم مہیا کر رہے ہیں۔ دیہاتوں میں پرانا سودی نظام بھی برقرار ہے۔ ہر گاؤں میں ایسا ساہوکار موجود ہے جو قیام پاکستان سے قبل غیر مسلم تھے اب مسلمان ساہوکار پیدا ہو گئے ہیں جو ہر وقت منتظر اور تیار ہیں کہ کب کوئی سود و سود روپے کیلئے پھنسے اور یہ مگر مچھ اس کو لقمہ بنائے۔ شادی بیاہ کے اخراجات اور زمینداری کے مقدمات کے خرچ کیلئے زمین یا فصل گروی رکھ کر سود پر روپیہ لینا عام بات ہے۔

سود کی گرفت گذشتہ ایک سو برس کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد سے قیام پاکستان تک مسلمان زمینداروں اور خاندانی نوابوں کی جائیداد قرض اور سود کی لعنت میں تمام تر ہندو ساہوکاروں کے قبضہ میں پہنچ گئی مسلمان ان دنوں سودی کاروبار نہیں کرتے تھے بلکہ کوئی بھی کاروبار نہیں کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فضول اخراجات، رسم ورواج کی پابندی اور جھوٹی شان و شوکت کے اظہار نے سود خور بنیے کے قبضہ میں پھنسا دیا جو بالآخر جائیداد وزمینداری کا مالک بن بیٹھا۔

حلال، حرام کی تمیز قیام پاکستان کے بعد فرق یہ ہوا کہ مسلمان تمام شعبہ جات میں کاروبار کرنے لگے اور لالچ کے ہاتھوں حرام و حلال کی تمیز کھو بیٹھے جو کام پہلے ہندو بنیا کرتا تھا اب مسلمان بھی کرنے لگے گویا مال و دنیا کی حرص میں حرام و حلال کی تمیز ختم ہو گئی اور مسلمانوں کے افعال مشرکین جیسے ہو گئے۔

سودی دستاویز سود کے سلسلے میں اس کی دستاویز مرتب کرنے والے خواہ وہ عدالتوں میں بیٹھنے والے وثیقہ نویس اور وثیقہ نگار ہوں یا وہ ٹائپسٹ حضرات ہوں جو کچہری کے باہر معاہدات ٹائپ کرتے ہیں ان میں اکثر واقف نہیں کہ سودی دستاویز مرتب کرنے والا بھی اللہ تعالٰی اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی لعنت کی زد میں ہے کیونکہ سودی دستاویز تحریر کرنا، اس پر گواہی دینا۔ اس لین دین کا معاملہ طے کرانے والا خواہ وہ بغیر کسی لالچ کے ایسا کر رہا ہو یا اس کو کمیشن اور دلالی مل رہی ہو ہر صورت میں حرام ہے

سودی درخواستوں پر بعض لوگ معاہدات پر ضمانت یا گواہی دیتے ہیں جو سود کے سلسلہ میں تحریر کی گئی ہیں وہ بھی نادانستگی میں حرام کام میں ملوث ہوتے ہیں۔ جو اخبار یا رسائل سودی اشتہار شائع کرتے ہیں وہ بھی اس شیطانی کاروبار کے معاون اور اس برائی کو عام کرنے میں مددگار ہوتے یا ہو رہے ہیں ان کے مالکان اور کارکنان بھی جو اس کے ذمہ دار ہیں سودی لین دین کی دلالی کے زمرہ میں آتے ہیں یہی صورت اشتہاری کمپنیوں کی ہے۔

سود معاشرہ کی لعنت اور ملک کی معیشت کی خرابی کی بنیاد ہے۔ اس کا مقصد سرمایہ کی حکومت قائم رکھنا، غریب کو غریب تر اور سرمایہ دار کو امیر تر بنانا ہے۔ اسلام سود کو مٹانا چاہتا کہ دنیا بھر کے غریب عوام اللہ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوں اور اور سرمایہ دار کی اجارہ داری ختم ہو۔ اسلام کا نظام معاشیات سرمایہ کو چلتا پھرتا رکھنا چاہتا ہے دولت کو یکجا کرنے کی بجائے اس کی منصفانہ تقسیم اسلام کے اصولوں میں شامل ہے۔

اللہ والوں کی عبادت

اللہ تعالیٰ کے نیک اور پاکباز بندے وہ ہیں جو ہر وقت عبادت اور ذکر اللہ سے اپنے قلوب کو نور سے بھرتے ہیں اور عبادات کے اندر وہ یوں مصروف ہوتے ہیں کہ گویا یہی ان کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔

﴿۱﴾ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ مجتہدین اور فقہاء کبار میں سے ہیں، ملک شام کے رہنے والے تھے۔ آپ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ بہت زیادہ خشوع و خضوع کی وجہ سے بظاہر نابینا نظر آتے تھے۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی رحمہ اللہ اپنی معروف کتاب "اثمار التکمیل" میں لکھتے ہیں "ایک عورت امام اوزاعی رحمہ اللہ کی بیوی کے پاس آئی کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کا مصلیٰ گیلا تھا۔ اس عورت نے کہا شاید کسی بچے نے مصلے پر پیشاب کر دیا ہے۔ تو امام صاحب کی اہلیہ نے کہا۔ نہیں یہ تو شیخ کے آنسو ہیں جو سجدہ میں وہ بہاتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی یہ حالت ہوتی ہے۔" (اثمار التکمیل ج ۱ ص ۴۲)

﴿۲﴾ امام زین العابدین رحمہ اللہ خاندانِ رسالت کے مہکتے پھول تھے آپ کو زہد و عبادت کا پیکر کہدیا جائے تو بجا ہے۔ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے کسی کو ان سے زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے اور وفات تک یہی معمول رہا جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا لوگ پوچھتے کہ آپ کو کیا ہو جاتا ہے تو فرماتے تم کیا جانو میں کس کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے باتیں کرتا ہوں (صفوۃ الصفوۃ ص ۱۳۷)

﴿۳﴾ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھ جاتے اور ساری ساری رات دعائیں مانگتے رہتے۔ آپ ایک مرتبہ سورۃ قارعہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ چیخ نکل گئی اور زمین پر گر پڑے۔ ایک بزرگ حضرت یزید بن حوشب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز رحمہم اللہ سے بڑھ کر کسی کو قیامت سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ (آثار الاحسان ۱/۱۸۲)

﴿۴﴾ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ پورے بیس سال مسجد کا فرش ان کا بستر رہا (آثار الاحسان ص ۱۸۶) آپ کو ذکر الٰہی سے بہت محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس مجلس میں بیٹھتا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ اسی مجلس کو اسکی باطل مجلس کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔ تہجد آپ رحمہ اللہ کا ہمیشہ کا معمول تھا اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کی پیشانی کے اوپر سجدے کا نشان بن گیا تھا۔ (ابن سعد)

﴿۵﴾ حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ ایک دن اور رات میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ خوف خدا سے اس قدر روتے تھے کہ آنکھیں ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا اور فرماتے تھے آنکھیں نہ روئیں تو ان کا فائدہ ہی کیا؟ بکر بن عبداللہ کہتے ہیں اگر کسی نے اپنے زمانے کا سب سے بڑا عابد دیکھنا ہو تو وہ ثابت بنانی رحمہ اللہ کو دیکھ لے۔

﴿۶﴾ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے متعلق تہذیب الاسماء میں ہے کہ ان کو دیکھ کر پتہ چل جاتا تھا کہ وہ نبوت کے خاندان سے ہیں آپ کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا تھا یا نماز میں ہوتے تھے یا

روزے کی حالت میں پھر مصروف تلاوت ہوتے۔ آپ فرماتے تھے جو دوسرے کے مال کی طرف نظر اٹھاتا ہے وہ فقیر مرتا ہے جو شخص دوسرے کی پردہ داری کرتا ہے خدا اس کے خفیہ حالات کھول دیتا ہے۔ جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل کیا جاتا ہے اور جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔(آثار الاحسان ص ۱۹۱)

﴿۷﴾ امام ابن سیرین رحمہ اللہ اونچے درجے کے زاہد و عابد تھے اور خوش طبع تھے لیکن آپ کا دل ہر وقت خوف خدا سے لبریز رہتا تھا جو لوگ انہیں دن میں مسکراتے ہوئے دیکھتے وہ رات کی تاریکی میں انہیں گڑگڑاتے ہوئے پاتے۔ جب موت کا ذکر آتا آپ کی حالت بدل جاتی۔ آپ علم اور عبادت میں انتہائی کمال پر تھے۔(طبقات ابن سعد ۱۴۳/۷)

﴿۸﴾ ابو سلمان داؤد بن نصیر الطائی رحمہ اللہ انتہائی دُرویش منش، ذاکر اور تہجد گزار تھے۔ آپکے علمی مرتبہ کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شوریٰ کے ممبر تھے چنانچہ صحیح ابن حبان کے اندر ہے "کَانَ یُجَالِسُ اَبَا حَنِیْفَۃَ" آپ نے ساری زندگی ٹاٹ پر سوتے گزاری، کھدر کا لباس پہنتے تھے اور آپ کی سادگی دیکھ کر وہ حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد آجاتی تھی جسمیں اللہ کے رسول نے فرمایا۔ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

ترجمہ: بہت سے پھٹے پرانے لباس والے، غبار آلود جنہیں دروازوں سے دھکے دیے جائیں گے، ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے قسم کھالیں تو حق تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کردے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان پاکباز بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین

سجدہ اور فضیلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی کوئی حالت خدا کو اتنی پیاری نہیں جتنی حالتِ سجدہ ہے کہ بندہ کو اپنے سامنے پیشانی خاک میں ملاتا ہوا دیکھے (طبرانی فی الاوسط)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی خدمت میں حضرت ربیعہ بن کعب سوتے تھے اور آپ کیلئے وضو کا پانی اور دیگر کام کر دیا کرتے تھے ایک دن کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا مانگتے ہو؟ میں نے عرض کیا جنت میں آپ کا ساتھ۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے کہا بس یہی پھر آپ نے فرمایا اچھا سجدوں کی کثرت کے ذریعے اپنے نفس کے مقابلے میں میری مدد کرو یعنی زیادہ سجدے کیا کرو۔(رواہ مسلم)

سجدے کی روحانیت سے متعلق ملفوظ: حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ سجدے کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سجدے میں ادھر خدا تعالیٰ کی کمال بلندی ظاہر کرنے اور اپنے آپ کو کمال عاجزی اور پستی کے مقام میں خاک کے ساتھ برابر کر دینا ہے۔ اپنی کوتاہی کے عذر کے مقام میں پیشانی و ناک رگڑنی یا بدوں قدم بوسی کے سر کو محبوب کے پاؤں میں رکھ دینا ہے۔(رسالہ فوائد نماز)

﴿۱۴﴾..... پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں۔ بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں (بخاری و مسلم)۔ ﴿۱۵﴾...... پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بچیں۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔ ﴿۱۶﴾........ بعض مرتبہ بیت الخلاء نہیں ہوتا تو اس وقت ایسی آڑ کی جگہ میں رفع حاجت کرنا چاہئے جہاں دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے۔ (ترمذی) ﴿۱۷﴾ جنگل یا شہر کے میدان میں قضاءِ حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہئے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (ترمذی)

﴿۱۸﴾...... یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔ (قرآن کریم)

﴿۱۹﴾...... پیشاب کیلئے نرم جگہ تلاش کریں تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اُڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی) ﴿۲۰﴾ بیٹھ کر پیشاب کریں، کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ (ترمذی)

﴿۲۱﴾...... استنجا پہلے ڈھیلوں سے کریں اس کے بعد پانی سے کریں۔ (ترمذی، رزین)

﴿۲۲﴾..... بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں۔ (ترمذی)

﴿۲۳﴾..... بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ترمذی)

﴿۲۴﴾..... پیشاب کرنے کے بعد استنجا وغیرہ سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑے ہونا چاہئے۔ (ترمذی، طحاوی)۔ اسی طرح بعض اوقات غسل جنابت جو فرض ہے کرنا ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں بغیر غسل کئے نماز ہی نہ ہوگی اس لئے غسل کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔ ﴿۲۵﴾...... صبح صادق ہو جانے کے بعد جب آنکھ کھلے تو غسل کرنے میں دیر نہ کرنی چاہئے جہاں تک ممکن ہو جلدی کر لینا چاہئے تاکہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ (ترمذی) **تنبیہ** فجر ہو جانے کے بعد بھی آدمی غسل نہ کرے، جنابت کی حالت میں پڑا رہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

سجدہ اور سائنسی تحقیق

روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور زمین کے گرد ایک سیکنڈ میں آٹھ دفعہ گھوم جاتی ہے۔ جب نمازی سجدہ کی حالت میں سر رکھتا ہے تو اس کے دماغ کے اندر کی روشنیوں کا تعلق زمین سے مل جاتا ہے اور ذہن کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ ہو جاتی ہے۔ دوسری صورت یہ واقع ہوتی ہے کہ دماغ کے اندر زائد خیالات پیدا کرنے والی بجلی براہ راست زمین میں جذب ہو جاتی ہے اور بندہ لاشعوری طور پر کشش ثقل سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس کا تعلق براہ راست خالق کائنات سے ہو جاتا ہے۔ روحانی قوتیں اس حد تک بحال ہو جاتی ہے کہ آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ کر اس کے سامنے غیب کی دنیا آجاتی ہے۔ جب نمازی فضا اور ہوا کے اندر سے روشنیاں لیتا ہوا سر، ناک، گھٹنوں، ہاتھوں اور پیروں کی بیس انگلیاں قبلہ رخ زمین سے ملا دیتا ہے یعنی سجدے میں چلا جاتا ہے تو جسم اعلیٰ کا خون دماغ میں آجاتا ہے اور دماغ کو غذا فراہم کرتا ہے۔ کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہو کر انتقال خیال کی صلاحیتیں جاگر ہو جاتی ہیں۔ سجدہ میں خاص طور پر خوب یہ تصور پیدا کریں کہ آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ (روحانی نماز)

خواتین کا علم و عمل

زیور کا وبال اور سادگی کی اہمیت

اہلیہ جناب محمد ظفر صاحبہ

عورتوں کو دن رات زیور سے فرصت ہی نہیں

دنیوی نقصانات کے علاوہ دینی نقصانات تو اس قدر ہیں کہ کوئی نفع اس کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔ وقت کا ضیاع، فضول خرچی، مال کی محبت، ریا، سمعہ (شہرت، دکھلاوا) اور تکبر و تفاخر یہ اس کے نتائج ہیں۔ جس کو ہم لوگوں نے بہت ہی معمولی سمجھ رکھا ہے۔ ان کے متعلق جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان کو کوئی دیکھے تو کبھی زیور کا نام نہ لے۔

مگر طبیعتوں میں ایسا انقلاب ہوا ہے کہ دنیاوی و دینی نقصانات کے باوجود عورتوں کو دن رات اس سے فرصت ہی نہیں (ملفوظات اشرفیہ ص۲۸۶)

شرعی حکم عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے۔ جس نے دنیا میں نہ پہنا اُس کو آخرت میں بہت ملے گا۔

مجاہدہ اور سب سے بڑا مجاہدہ یہ ہے کہ شادی اور دوسری تقریبات (خوشیوں) کے موقع پر سادے کپڑے اور سادہ زیور پہن کر جایا کریں۔

اصلاح تو اس طرح ہوگی اس کے بغیر صرف کتابیں پڑھنے اور وعظ سننے سے کچھ اثر نہ ہوگا۔ رہا یہ کہ یہ تو بہت دشوار ہے دل پر آرہ چل جائے گا کہ بھری برادری میں سب لوگ تو اچھے زیور اور عمدہ لباس سے جائیں اور ہم سادے لباس اور معمولی زیور میں ہوں۔

بہنو! دنیا کا کوئی کام بھی بغیر محنت کے نہیں ہوتا دینداری ہی ایسی سستی کیوں ہے کہ لوگ بغیر محنت کے دیندار رہنا چاہتے ہیں۔ (حقیقت تصوف وتقویٰ)

حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عورتو! کیا چاندی کا زیور پہن کر تمہارا کام نہیں چل سکتا؟ (یعنی چاندی سے کام چلانا چاہئے اس میں فخر اور تکبر نہیں ہوتا پھر فرمایا کہ) خبردار تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہن کر دکھلاوا کرے گی تو اس کو اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح از ابوداؤد)

لہٰذا چاندی کے زیور سے کام چلانا بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ امین

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا **کا پردہ کا اہتمام** ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ ایک خاتون کا بیٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا ہوا تھا جنگ کے بعد تمام صحابہ کرام واپس آ گئے لیکن ان کا بیٹا واپس نہیں آیا۔ اب ظاہر ہے کہ اس وقت انکی والدہ کی بیتابی کی کیا کیفیت ہوگی اور اسی بیتابی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پوچھنے کیلئے دوڑیں کہ میرے بیٹے کا کیا ہوا؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ آپ کا بیٹا شہید ہوگیا ہے۔ اب بیٹے کی شہادت کی اطلاع ان پر بجلی بن کر گری۔ اس اطلاع پر اس صحابیہ نے جس صبر و ضبط سے کام لیا وہ اپنی جگہ ہے لیکن اسی عالم میں کسی شخص نے اس صحابیہ سے پوچھا کہ اے خاتون! تم اتنی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ اس حالت میں بھی تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے۔ جواب میں اس خاتون نے کہا کہ "میرا بیٹا فوت ہوا ہے لیکن میری حیا تو فوت نہیں ہوئی" یعنی میرے بیٹے کا جنازہ نکلا ہے لیکن میری حیا کا جنازہ تو نہیں نکلا۔ اس حالت میں بھی پردہ کا اہتمام فرمایا (ابوداؤد کتاب الجہاد) (ماہنامہ خیر ادمضان جمیر کلاں)

سوال گھر میں سے حضور والا سے بیعت ہیں بفضلہ تعالیٰ حضور والا کی توجہ سے نماز روزہ کی پابند ہیں تلاوت قرآن شریف بھی کرتی ہیں۔ نصف پارہ روزانہ پڑھتی ہیں۔ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ بھی پڑھتی ہیں۔ بہشتی زیور بھی پڑھا کرتی ہیں۔ کچھ سورتیں حفظ کرلی ہیں۔ جس زمانہ میں نماز معاف ہے اس وقت مجھ سے دریافت کیا کہ ہم کو جو حفظ ہے اسے پڑھ لیا کریں؟ میں نے منع کردیا تو اس زمانہ میں تو وہ سورتیں بھول جاتی ہیں از سر نو بہت محنت سے یاد کرتی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ہماری طرف سے لکھ دو جیسا ارشاد ہو تعمیل کی جاوے گی۔

جواب ان سے کہیے کہ بدون (بغیر) حرکت لسان (زبان) دل دل میں ان سورتوں کو دہرا لیا کریں۔ (تربیت السالک جلد۲)

سوال ایک خاتون نے خط میں سوال کیا کہ ایام حیض میں قرآن مجید کی چند سورتوں کی تلاوت کا سونے کے وقت معمول ہے وہ جاری نہیں رہتا اس وقت مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب لا الٰہ الا اللہ اور استغفار پڑھا کریں لیکن جس وقت نجاست کا تسلسل ہو، اس وقت یہ بھی نہ پڑھیں کہ خلاف ادب ہے جیسا استنجا کے وقت۔ (مجالس حکیم الامت ص ۱۴۷)

زندگی بھر کا دستور العمل برائے خواتین

جب مستورات کی رجوعات (توجہ) زیادہ بڑھیں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک دستور العمل ایسا تجویز فرمایا جو ہر بی بی کو بتا دیا جاتا ہے اس کی نقل یہ ہے

﴿۱﴾ ---بعد عشاء تہجد کی چار رکعت۔

﴿۲﴾ ---اگر طبیعت متحمل ہو تو بعد تہجد پانچ تسبیح لا الٰہ الا اللہ کی اور درمیان میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑھایا کرو پھر بتدریج ایک تسبیح بڑھایا کرو اور دس تسبیح تک پہنچا دو جہاں تک متحمل (برداشت) ہو۔

﴿۳﴾ ---دوسرے وقتوں میں جب یاد آ جائے تو استغفار یا درود شریف پڑھتی رہیں۔

﴿۴﴾ ---بعد نماز پنجگانہ ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔

﴿۵﴾ ---میری کتابوں میں سے بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم پوری دیکھ کر پابندی رکھیں اور تسہیل المواعظ کی جلدیں منگا کر روزانہ دیکھا کریں۔

﴿۶﴾ ---سب گناہوں سے اور خصوصاً زبان کے گناہوں سے سخت پرہیز رکھیں۔ ﴿۷﴾ ---اگر کبھی کبھی اپنے حالات سے اطلاع دی جائے تو ان شاء اللہ سلسلہ تعلیم جاری رہے۔ (حسن العزیز ۳/۳۸)

بچوں کی سزا کے بارے میں ہدایت

عرض اپنے بچوں پر ان کی معمولی حرکات مثلاً کسی کام میں دانستہ لاپرواہی کریں تو جوش غصہ میں چار پانچ مکے کمر پر یا سر پر دھپے مار دیتی ہوں مگر منہ پر نہیں مارتی ہوں۔ اس حالت کی اصلاح فرماویں۔ **ارشاد** گھونسہ نہ مارو۔ تین سے زیادہ نہ مارو، سر پر بھی ایسا ہی ہے جیسا منہ پر۔ کمر پر تھپڑ مارو۔ **عرض** اپنے بچوں کو کام میں کوتاہی کرنے یا کسی بات کے نہ ماننے پر جوش غصہ میں نامناسب الفاظ ڈوم، بیل، بھینسا وغیرہ کہہ دیتی ہوں۔ **ارشاد** کچھ ڈر نہیں مگر اس سے آگے نہ بڑھیں۔

بچپن میں علم دین حاصل کرنے کی فضیلت

جناب حافظ خلیل احمد صاحب
جامعہ رحیمیہ قادریہ اٹھر کلاں

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنی کتاب جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو بچہ طلب علم اور عبادت میں نشو ونما پاتا ہے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا ہے اور اسی حالت پر قائم رہتا ہے تو اسے ستر (۷۰) صدیقین کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ تم علم حاصل کرو کیونکہ آج تم قوم کے چھوٹے ہو مگر کل تم قوم کے بڑے بننے والے ہو۔

یوسف بن یعقوب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے مسائل پوچھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے ہم سے فرمایا کہ تم کم عمری کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو کم عمر بچوں کو بلا کر ان سے مشورہ کرتے اور ان کی تیز عقلی سے فائدہ اٹھاتے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک میں کم سن تھا میں نے اپنے ہم عمر ایک انصاری بچے سے کہا کہ چلو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کر لیں کیونکہ ابھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بہت ہیں۔ اس انصاری نے جواب دیا کہ اے ابن عباس! تم بھی عجیب آدمی ہو کہ اتنے صحابہ کرام کی موجودگی میں لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت پڑے گی۔ اس پر میں انصاری کو چھوڑ کر خود علم حاصل کرنے لگ گیا۔ جب مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں صحابی کے پاس فلاں حدیث ہے میں اس کے گھر چلا جاتا اگر وہ صحابی آرام فرما رہے ہوتے تو میں ان کے دروازے پر بیٹھ جاتا۔ جب وہ صحابی باہر آتے اور مجھے دروازے پر بیٹھا ہوا پاتے تو متاثر ہو کر کہتے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم! (چچا کے بیٹے) آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں کہتا کہ سنا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں اس کی طلب میں حاضر ہوا ہوں۔ وہ صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیج دیتے اور میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جواب میں فرماتے نہیں، اس کام کے لئے خود مجھ ہی کو آنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اصحاب رسول گزر گئے تو وہی انصاری دیکھتا کہ مسائل پوچھنے میں لوگوں کو میری کیسی ضرورت ہے اور حسرت سے کہتا کہ اے ابن عباس! تم مجھ سے زیادہ عقل مند نکلے۔

ان مذکورہ روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بچوں میں جب سمجھ بوجھ آ جائے تو ان کو علم دین پڑھانا چاہئے تا کہ جوانی اور پھر بڑھاپے میں یہ علم کام آئے کیونکہ بچپن میں حاصل کیا ہوا علم ذہن میں پختہ رہتا ہے تا کہ پھر جوانی کے زمانہ میں خوب محنت اور طاقت سے دین کی اشاعت کر سکیں۔ (بحوالہ فضائل حفظ قرآن ص ۵-۱۱۴)

کتے کی دس اچھی عادتیں

امام الاولیاء حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ ہر مومن کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔

﴿۱﴾۔۔۔وہ اکثر بھوکا رہتا ہے یہ شیوہ صالحین کا ہے

﴿۲﴾۔۔۔اس کا کوئی خاص مکان مشہور نہیں ہوتا۔ یہ اہل توکل کی نشانی ہے۔

﴿۳﴾۔۔۔رات کو بہت کم سوتا ہے۔یہ محبین کی صفت ہے

﴿۴﴾۔۔۔جس وقت مرجاتا ہے۔اسکا کچھ ورثہ نہیں ہوتا۔یہ صفت زاہد لوگوں کی ہے۔

﴿۵﴾۔۔۔اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا،اگرچہ وہ اس پر ظلم کرے اور ستائے یہ مریدین صادقین کی صفت ہے

﴿۶﴾۔۔۔تھوڑی سی جگہ پر خوش ہو جاتا ہے۔یہ علامت متواضعین کی ہے۔

﴿۷﴾۔۔۔جب اس کی جگہ پر اور کوئی قابض ہوجاتا ہے تو وہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔یہ علامت راضیین کی ہے

﴿۸﴾۔۔۔جب کوئی مارے اور نکالے تو چلا جاتا ہے۔اور پھر ذرا سا ٹکڑا ڈال دیا جائے تو فوراً آجاتا ہے۔گذشتہ واقعہ کا کچھ دھیان دل میں نہیں رکھتا۔یہ علامت خاشعین کی ہے۔

﴿۹﴾۔۔۔جس وقت کھانا رکھا ہو دور بیٹھا دیکھتا رہتا ہے۔یہ علامت مساکین کی ہے۔

﴿۱۰﴾۔۔۔جس جگہ کو چھوڑ دیتا ہے۔اسے پھر کبھی نہیں دیکھتا۔یہ علامت غم زدوں کی ہے۔

کتے سے عبرت پکڑ، کتا اپنے مالک کا ایک لقمہ کھا کر ساری ساری رات اور دن کی چوکیداری کرتا ہے۔اور تو اپنے مالک کی کتنی نعمتوں کو رات دن استعمال کرتا ہے۔کیا تو کتے سے بھی گیا گذرا ہے؟

عجائبات مچھلی

﴾سب سے قدیم مخلوق ہے اس کی پچیس ہزار قسمیں ہوتی ہیں ان کے جسمانی قد و وزن حیرت انگیز ہیں بعض کا وزن ایک گرام بلکہ اس سے کم اور بعض کا بہت زیادہ۔

﴾شارک مچھلی کا وزن ۴۴ ٹن اور اس کی لمبائی ۱۲ میٹر تک ہوتی ہے بعض کی ۱۰ ملی میٹر لمبائی ہوتی ہے۔

﴾سالمن مچھلی کی عمر ایک سال ہوتی ہے بعض کی عمر ۱۰ سال اور ۷۵ سال بھی ہوتی ہے۔

﴾رہو مچھلی کی رفتار ۱۲ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

﴾باربل مچھلی کی رفتار ۱۸ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

﴾ٹراؤٹ مچھلی کی رفتار ۳۵ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

﴾تلوار مچھلی کی رفتار ۹۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔

﴾مچھلیوں میں بجلی پیدا کرنے والے اعضاء بھی پائے جاتے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔الیکٹروفورس ایل مچھلی میں بجلی کے جھٹکے کی طاقت پانچ سو وولٹ ہوتی ہے۔بعض مچھلیوں کے اعضاء سمندر کی گہرائی میں روشنی کرنے والے اعضاء کے طور پر پائے جاتے ہیں۔

﴾شارک مچھلی کے جسم میں ایسے اعضاء ہیں جو سمندر کی گہرائی میں روشنی کرتے ہیں۔جس کی مدد سے دشمن یا شکار کو آسانی دیکھ سکتی ہے۔بعض مچھلیاں بچے اور بعض انڈے دیتی ہیں۔

﴾شارک مچھلی سال میں دو لاکھ انڈے دیتی ہے۔

﴾سٹرجن مچھلی سال میں ساٹھ لاکھ انڈے دیتی ہے۔

﴾کاڈ مچھلی پندرہ لاکھ انڈے دیتی ہے۔

﴾ٹربایٹ مچھلی کے انڈوں کی تعداد ۹۰ ۸ لاکھ تک ہوتی ہے

﴾مولوا می مچھلی ڈھائی کروڑ انڈے دیتی ہے۔

جامعہ کے شب و روز

مؤرخہ ۲۱ ربیع الاول بمطابق یکم مئی بروز اتوار ماہانہ بیان کے سلسلے میں جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم واستاذ الحدیث حضرت مولنا فضل الرحیم صاحب مدظلہ تشریف لائے اور بعد نماز عصر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان فرمایا۔ جس میں آپ نے طلباء کو اپنے والد گرامی حضرت مولنا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کے واقعات وملفوظات بیان فرمائے اور عصر حاضر میں اسلام کے خلاف باطل قوتوں کے منصوبوں سے آگاہ فرمایا۔

مؤرخہ ۲۵ ربیع الاول بمطابق ۵ مئی جامعہ ہذہ میں سنتوں کا عملی امتحان منعقد ہوا۔ یہ بات یاد رہے کہ ماہ ربیع الاول میں سنتوں کا یہ عملی امتحان جامعہ ہذہ میں باقاعدہ منعقد ہوتا ہے۔

جامعہ کا درجہ کتب کا ششماہی امتحان ۲۹ ربیع الثانی بمطابق مؤرخہ 7 جون کو ہونا طے پایا ہے۔

خوشخبری جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم کے روزانہ عصر کے بعد جو دس منٹ کے بیانات ہوتے ہیں اب وہ الحمد للہ براہ راست انٹرنیٹ پر نشر کئے جارہے ہیں جو حضرات سننے کے خواہشمند ہوں وہ مندرجہ ذیل طریقہ سے سن سکیں گے۔ سب سے پہلے WWW.PALTALK.COM پر جائیں اور MASSENGER کو ڈاؤن لوڈ کریں پھر اس کو انسٹال کریں۔ انسٹال ہونے کے بعد یہ آپ سے پوچھے گا کیا آپ نے NIK بنایا ہے یا نہیں؟ اگر آپ نے PALTALK پر NIK نہیں بنایا تو آپ NIK بنالیں اور پھر LOGIN ہو جائیں۔ اس کے بعد GROUPS پر کلک کریں وہاں پر کیٹیگریز کھل جائیں گی ان میں BY LANGUEGE INDIA AND PAKISTAN کی کیٹیگری پر کلک کردیں تو اس میں جتنے رومز ہوں گے وہ کھل جائیں گے۔ وہاں پر ایک روم @THE DEFENDERS OF TRUTH@ ہے وہاں آجائیں آجکل جامعہ اشرفیہ میں عصر کی نماز 5:30 پر ہو رہی ہے اور حضرت مدظلہ کا 5:40 پر بیان شروع ہوتا ہے۔

244
اُحد پہاڑ کے برابر ثواب
جو شخص (جنازہ اٹھنے سے پہلے) میت کے گھر جائے اس کو ایک قیراط (کا ثواب) ملے گا۔
پھر اگر جنازے کے پیچھے چلے، اسے ایک اور قیراط ملے گا، پھر اگر وہ نماز جنازہ پڑھ لے تو ایک اور قیراط پھر اگر تدفین تک انتظار کرلے تو ایک اور قیراط
جس کے معنی یہ ہیں کہ چاروں اعمال الگ الگ نیکیاں ہیں اور ان میں سے ہر ایک نیکی پر علیحدہ ثواب ہے۔ قیراط سونے چاندی کا ایک وزن ہوتا ہے مگر اس سے مراد آخرت کے لحاظ سے حدیث میں طے شدہ ہے کہ ایک قیراط عظمت کے لحاظ سے احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔
شرافت کی سات نشانیاں
ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو سات باتوں کا اہتمام کرے گا وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کے نزدیک شریف ہوگا اور اسکے گناہ معاف کئے جائیں گے چاہے
۱ ہر کام سے پہلے پڑھنا
۲ ہر کام سے فارغ ہوکر اَلحَمدُ لِلّٰہ کہنا
۳ ناگوار بات پر لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیم کہنا
۴ مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھنا
۵ آئندہ کیلئے کوئی بات کہے تو اِن شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی پڑھنا
۶ لغو کام یا گناہ کے بعد اَستَغفِرُ اللّٰہ کہنا
۷ ہر وقت کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کا ورد رکھنا
جانوروں کے بھی حقوق ہوتے ہیں
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ ایک دفعہ مریدوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک تنگ گلی میں ایک کتا سرِ راہ سو رہا تھا۔ جس سے راستہ رک گیا۔ مولانا وہیں رک گئے اور دیر تک کھڑے رہے۔ اُدھر سے ایک شخص آ رہا تھا اس نے کتے کو ہٹا دیا۔ مولانا نے نہایت افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا ناحق اس کو تکلیف دی۔
(حقوق البہائم)
ہمیں بھی چاہیے کہ بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچائیں۔
پاکستانی ایسے بھی ہوتے ہیں
ایک دفعہ ایک نیک پاکستانی نمائندہ برطانیہ جہاز خریدنے گیا۔ بند کمرہ میں سودا ہوا۔ ان کے ہم منصب برطانیہ کا نمائندہ کہنے لگا کہ بل تو 98 لاکھ بنتا ہے ہم ایک کروڑ لکھ دیتے ہیں۔ یہ کہنے لگے کوئی دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا، کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر دور چوکیدار تھا اس کو کہیں بھیج آئے پھر کہا اب تو کوئی بھی نہیں دیکھ رہا۔ انہوں نے پھر کہہ دیا کہ کوئی دیکھ رہا ہے وہ بہت حیران ہوا۔ پوچھنے پر بتایا کہ جس ذات نے تجھے اور مجھے بنایا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم دو لاکھ حکومت کا چوری کرنے لگے ہیں۔ اس پر وہ بہت متاثر ہوا۔ ہمیں بھی امانت، ملکی ہمدردی اور قوم کی خیر خواہی کا لحاظ رکھنا چاہیے۔
بلی کے بچے کی وجہ سے بخشش
حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کو وفات کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا پوچھا کیا معاملہ ہوا؟
فرمایا میری بخشش اس وجہ سے ہوئی کہ بلی کا ایک بچہ سردی میں سکڑا پڑا تھا۔ مجھے اس پر ترس آیا اٹھا کر گرم کپڑے میں لپیٹ دیا۔
(حقوق البہائم)
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروزپور روڈ سوا گجومتہ
نزد کاہنہ نو - لاہور
فون
042-5272270
042-5272280
موبائل
0300-4138738
http:www.hadaaya.com